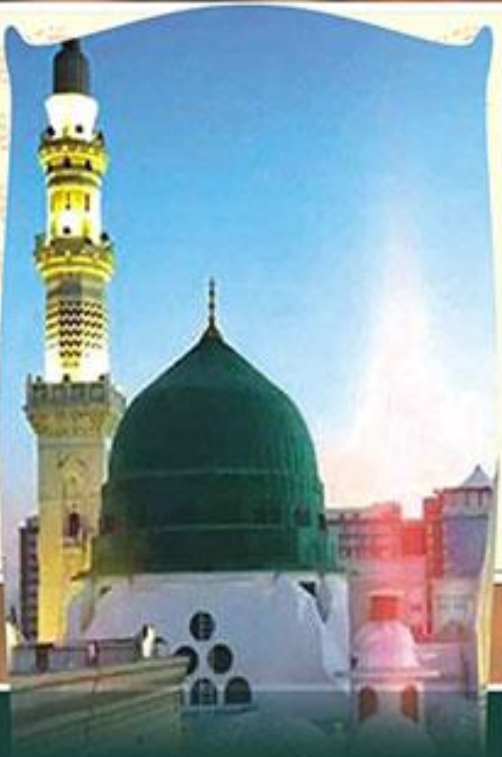


عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

# ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۸ | ۱۰ تا ۱۷؍ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ مطابق ۸ تا ۱۵؍ نومبر ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۴۲


بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ﷺ

## پاکستان اپنے اہداف کب حاصل کرپائے گا؟

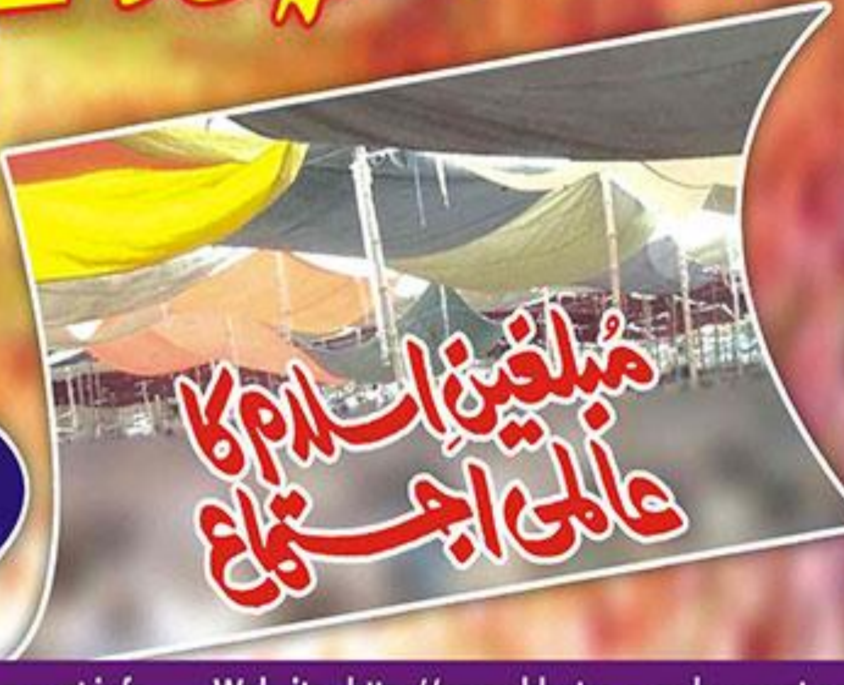

## مبلغینِ اسلام کا عالمی اجتماع

## عظمتِ خواتین اور اسلام


Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

## نابالغ لڑکے کا بڑوں کی صف میں کھڑا ہونا

س:......کیا نابالغ لڑکے بڑوں کی صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں؟ بزرگ حضرات بہت اعتراض کرتے ہیں اور بچوں کو ڈانٹ کر پیچھے کی صف میں بھیج دیتے ہیں یا خود ہی پکڑ کر پچھلی صف میں کھڑا کر دیتے ہیں، جس سے بچے بہت زیادہ بے عزتی محسوس کرتے ہیں، کیا ان کا یہ طرزِ عمل درست ہے؟ کیا بچوں کو یہ مسجد سے متنفر کرنا نہیں ہے؟

ج:......شرعاً مستحب حکم تو یہی ہے کہ اگر ایک نابالغ بچہ ہو تو اس کو بالغوں کے ساتھ صف میں کھڑا کر لیا جائے اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو بڑوں کی صفوں کے بعد بچوں کی علیحدہ صف بنائی جائے۔ مگر یہ حکم مستحب ہے، اس حد سے زیادہ سختی کرنا مناسب نہیں ہے۔ اس طرح بچے واقعی متنفر ہو کر مسجد میں آنے سے گریز کریں گے اور آج کل تو بچے ویسے بھی بہت شرارتی ہیں، بڑوں کے رعب میں نہیں آتے اور سب مل کر مسجد میں شور مچاتے ہیں، جس سے لوگوں کی نماز بھی خراب ہوتی ہے۔ اس وجہ سے اگر بچوں کو اپنے ساتھ صف میں کھڑا کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

”قال العلامة الرافعي رحمة الله عليه قوله ذكره في البحر بحثا: قال الرحمتي ربما يتعين في زماننا ادخال الصبيان في صفوف الرجال لأن المعهود منهم اذا اجتمع الصبيان فأكثر تبطل صلوة بعضهم ببعض وربما تعدىٰ ضررهم إلي إفساد صلوة الرجال۔“

(تقریرات الرافعی ص:۳۰۷، ج:۱)

## میت کی وصیت ایک تہائی مال میں سے پوری کرنا ضروری ہے

س:...... ہمارے والد نے فوت ہونے سے کچھ مہینہ پہلے یہ وصیت کی تھی کہ میری جائیداد میں سے ایک تہائی میں میرے لئے اور میرے والد کے لئے حج بدل کیا جائے اور جو رقم بچے وہ کسی دینی مدرسہ میں دے دی جائے۔ کیا والد صاحب کی یہ وصیت درست ہے؟ کیا ایک تہائی مال کی وصیت میں سے کچھ رقم ورثا بھی وصول کر سکتے ہیں؟

ج:......مرنے والا اگر ایک تہائی مال کے بارے میں وصیت کر جائے تو وارثوں کے ذمہ پہلے اس وصیت کا پورا کرنا فرض ہوتا ہے، لہٰذا وصیت کے مطابق ورثا کے ذمہ ایک تہائی مال سے مرحوم اور ان کے والد کی طرف سے حج بدل کرانا اور جو رقم باقی رہ جائے اسے دینی مدرسہ میں دینا ضروری ہے۔ وصیت کے ایک تہائی مال میں سے ورثا کے لئے کچھ بھی لینا جائز نہیں ہوگا۔

## اعضائے وضو پر پانی ڈالنے کے بعد انہیں ملنا

س:...... وضو کرتے ہوئے پاؤں پر اچھی طرح پانی ڈال لیا جائے تو کیا وضو ہو جائے گا یا ہاتھوں سے پاؤں کو ملنا بھی ضروری ہے؟

ج:......اگر پانی ڈالنے کے بعد اطمینان ہو کہ پاؤں اچھی طرح دھل گئے ہیں۔ کوئی حصہ خشک نہیں رہا تو درست ہے، ہاتھوں سے ملنا ضروری نہیں، لیکن اگر خشکی کا اندیشہ ہو تو پانی ڈال کر ہاتھوں سے مل لینا بہتر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

# ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

**مجلسِ ادارت**

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۸ ۱۰تا۱۷ ربیع الاول ۱۴۴۱ھ مطابق ۸تا۱۵ نومبر ۲۰۱۹ء شمارہ:۴۲


## اس شمارے میں!


| | | |
|---|---|---|
| پاکستان اپنے اہداف کب حاصل کرپائے گا؟ | ۵ | محمد اعجاز مصطفیٰ |
| بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر! | ۸ | حضرت مولانا اکابرمحبان محمودؒ |
| مبلغینِ اسلام کا عالمی اجتماع | ۱۲ | رانا اعجاز حسین |
| عظمتِ خواتین اور اسلام | ۱۴ | مولانا محمد اسرار الحق قاسمیؒ |
| دعوتی و تبلیغی اسفار | ۱۷ | مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی |
| چناب نگر کی ڈائری | ۱۹ | " " " " " |
| نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ! (۱۸) | ۲۴ | بیان: مولانا محمد علی جالندھریؒ |



**سرپرست**

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

**مدیر اعلیٰ**

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

**نائب مدیر اعلیٰ**

مولانا محمد اکرم طوفانی

**مدیر**

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

**معاون مدیر**

عبداللطیف طاہر

**قانونی مشیر**

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

**سرکولیشن منیجر**

محمد انور رانا

**تزئین و آرائش:**

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

**بیاد**

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

**زرِ تعاون**

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.



رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
*Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)*
*Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi*
*Ph:32780337, Fax:32780340*

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
*Ph:061-4783486*

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199



ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

سحبان الہند حضرت مولانا
احمد سعید دہلویؒ

## شفاعت

**حدیث قدسی ۱۲:** حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا ہے، قیامت میں اللہ تعالیٰ مجھ سے فرمائے گا: اے جبرئیل! یہ کیا بات ہے کہ میں فلاں بن فلاں کو آگ والوں کی صف میں دیکھ رہا ہوں، میں کہوں گا: اے رب! ہم نے اس کی کوئی نیکی نہیں پائی، جس کی وجہ سے آج اس کو کوئی بھلائی پہنچتی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں دنیا میں سنتا تھا کہ یہ ''یا حنان یا منان'' کہا کرتا تھا، تو تم اس کے پاس جاؤ اور اس سے دریافت کرو۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں: جب اس سے پوچھا جائے گا تو وہ کہے گا: کیا ''حنان، منان'' سوائے خدا کے کوئی اور بھی ہے؟ میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اہلِ جہنم کی صفوں سے نکال کر اہلِ جنت کی صفوں میں داخل کردوں گا۔ (حکیم۔ترمذی)

**حدیث قدسی ۱۳:** صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین میں سے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں چھوٹے بچوں سے فرمائے گا: جنت میں داخل ہوجاؤ۔ وہ عرض کریں گے: اے رب! ہمارے باپ اور ہماری مائیں بھی داخل ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ کیا بات ہے کہ میں تم کو دیکھتا ہوں، تم تاخیر کررہے ہو یا تم اس طرح انکار کررہے ہو، جس طرح کچھ طلب کرنے والا انکار کرتا ہے؟ پھر یہ عرض کریں گے: اے رب! ہمارے باپ؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم اور تمہارے باپ بھی جنت میں داخل ہوجائیں۔ (احمد)

حدیث میں محبنطئین کا لفظ ہے، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انکار اس غرض سے کیا جائے کہ مطالبہ پورا نہیں ہوا، بچے حکم کی تعمیل سے انکار نہیں کریں گے بلکہ یہ عرض کریں گے کہ ہمارے ماں باپ کو بھی جانے کی اجازت دی جائے، تب جائیں گے۔ جب یہ بات مان لی جائے گی، تب چلے جائیں گے۔ جن بچوں کا ذکر ہے، یہ مسلمانوں کے بچے ہوں گے۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

## تحیۃ الوضو

س:...... تحیۃ الوضو کے معنی کیا ہیں اور اس سے کون سی نماز مراد ہے؟

ج:...... تحیۃ الوضو کے معنی ہیں شکرانۂ وضو۔ وضو کو مکمل کرتے ہی وضو کے حوالے سے جس نماز کے پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے، اسے تحیۃ الوضو کا نام دیا گیا ہے۔ یوں تو یہ دو رکعات پڑھی جاتی ہیں، البتہ چار رکعات بھی بتلائی جاتی ہیں، نیز اگر وضو کے بعد کوئی فرض اور سنت نماز پڑھ لی جائے تو اسی میں تحیۃ الوضو پڑھنے کا ثواب بھی مل جاتا ہے۔ جن وقتوں اور مواقع میں نفل نماز پڑھنے سے منع کیا جاتا ہے، ان وقتوں میں تحیۃ الوضو بھی نہ پڑھی جائے۔

س:...... تحیۃ الوضو پڑھتے وقت نیت کیا کی جائے؟

ج:...... نیت دل کے ارادے کا نام ہے اور وہی کافی ہے، زبان سے اس کے الفاظ کہنا ضروری نہیں۔ اگر کوئی کہنا ہی چاہتا ہے تو یوں کہہ سکتا ہے: میں دو رکعات تحیۃ الوضو پڑھتا ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کے منہ میرا کعبہ شریف کی طرف۔

س:...... کیا تحیۃ الوضو پڑھنے کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی فضیلت ثابت ہے؟

ج:...... جی ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تحیۃ الوضو پڑھنے والے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرنے کے بعد قبلے کی طرف منہ کرتے ہوئے دو رکعت نماز تحیۃ الوضو کی نیت سے ادا کرلے تو اس کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے۔ (مسلم شریف، ج:۱، ص:۱۲۲)

## تحیۃ المسجد

س:...... تحیۃ المسجد کے کیا معنی ہیں اور اس سے کون سی نماز مراد ہے؟

ج:...... تحیۃ المسجد کے معنی ہیں: مسجد کو السلام علیکم کہنا، یعنی مسجد کے ادب، احترام اور تعظیم کو بجالانا۔ یہ مسجد کا حق ہے کہ جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو مسجد کا ادب بجالائے اور اس کا طریقہ شریعت نے یہ بتلایا ہے کہ مسجد میں باوضو داخل ہوتے ہی بیٹھنے یا کسی عبادت میں مشغول ہونے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد کی نیت کرتے ہوئے پڑھ لے (بغیر پڑھے بھول کر پہلے بیٹھ گیا تو اس کے بعد بھی پڑھ سکتا ہے)۔ اگر تحیۃ المسجد پڑھنے سے پہلے کسی اور فرض یا سنت نماز کو شروع کردیا تو اسی میں تحیۃ المسجد پڑھنے کا ثواب بھی مل جائے گا۔

محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

# پاکستان اپنے اہداف کب حاصل کر پائے گا؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

ہمارا ملک پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا، بانیانِ پاکستان نے اس ملک کو ایک اسلامی اور فلاحی ریاست کا نمونہ پیش کرنے کے لئے حاصل کیا، اسی لئے پہلی دستور ساز اسمبلی میں قراردادِ مقاصد پاس کی گئی اور پھر ۱۹۷۳ء میں ایک متفقہ دستور پاس کیا گیا، جس میں یہ طے کیا گیا کہ چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی پوری کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے اور پاکستان کے جمہور کو جو اختیار واقتدار اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق ہوگا، وہ ایک مقدس امانت ہے، یعنی اس کے منتخب نمائندے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل درآمد کے پابند ہوں گے۔ اور اس ملک کا سپریم لاء قرآن وسنت ہوگا اور کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا۔ اس ملک کو اسلامی ریاست کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل تشکیل دی گئی اور اس نے بڑی محنت، جدوجہد اور کوشش وکاوش کر کے کئی سو سفارشات مرتب کر کے قومی اسمبلی کو بھیجیں، لیکن آج تک ان میں سے کوئی ایک سفارش بھی قانون کا درجہ نہیں پا سکی۔

ہمارے ملک کے اس ۷۲ سالہ دور میں ہر اس بات بلکہ ہر اس اشارہ اور خیال کو تو قانون کا درجہ دیا گیا جو بیرونی قوتوں نے ان کو تھمایا، یا ان تک پہنچایا، لیکن پاکستان کے حصول کے مقاصد پر آج تک سنجیدہ انداز سے نہ سوچا گیا اور نہ اس پر کوئی غور وفکر کیا گیا۔

اسلام نے سود چھوڑنے کو ایمان کی شرط، سودی معاملات کرنے کو اللہ ورسول (ﷺ) سے اعلانِ جنگ اور معیشت کے لئے تباہ کن قرار دیا، جیسا کہ ارشادِ باری ہے:

۱:- ”یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔“ (البقرۃ:۲۷۸-۲۷۹)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو کچھ باقی رہ گیا ہے سود، اگر تم کو یقین ہے اللہ کے فرمانے کا، پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے۔“

۲:- ”یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ۔“ (البقرۃ:۲۷۶)

ترجمہ: ”مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ خوش نہیں کسی ناشکر گنہگار سے۔“

لیکن آج تک ہمارے ملک میں یہ سودی کاروبار رائج ہے اور اس کی نحوست وسزا پوری قوم مہنگائی، بے روزگاری اور بے برکتی کی صورت میں بھگت رہی ہے۔ انہی سودی قرضوں کی جکڑبندیوں کی بنا پر بیرونی مالیاتی ادارے آئے دن ہمارے اوپر کڑی شرائط اور اپنے مطالبات منواتے رہتے

ہیں، جیسا کہ حال ہی میں ایک بین الاقوامی ادارے ’’ایف اے ٹی ایف‘‘ نے پاکستان کو چالیس مطالبات کی ایک فہرست دی کہ آپ ہمارے ان مطالبات کو پورا کریں گے تو آپ کو گرے لسٹ میں رکھا جائے گا۔ پاکستانی حکومت نے اس پر عمل درآمد کیا۔ اس اکتوبر میں اس ادارے کا اجلاس ہوا، اس نے حکومت پاکستان کے ان اقدامات کی تفصیل کو دیکھا تو نتیجہ نکالا کہ پاکستان نے ہمارے ۳۴ یا ۳۶ مطالبات پر تو عمل کیا، لیکن چار اقدامات اب بھی باقی ہیں اور چار مہینہ کی مزید مہلت دی کہ پاکستان ان اقدامات پر عمل کرے گا تو اس کا نام فروری میں گرے لسٹ میں آئے گا، ورنہ پاکستان کو معاشی میدان اور بین الاقوامی تجارت میں بلیک لسٹ کر دیا جائے گا۔ ادھر ’’آئی ایم ایف‘‘ جس نے ابھی تک موجودہ حکومت کو کوئی قرضہ نہیں دیا، لیکن مسلسل وہ بھی مطالبات کر رہے ہیں کہ گیس، بجلی اور پٹرول جیسی بنیادی اشیاء پر مزید ٹیکس لگائے جائیں، تب ہم آپ کو قرض دیں گے۔ اس سے پہلے یورپی یونین کی اقتصادی کمیٹی نے موجودہ حکومت پر یہ شرط رکھی تھی کہ اگر آسیہ مسیح کو رہا کرتے ہیں تو ہم پاکستان کے ساتھ تجارت کرنے کی اجازت دیں گے، ورنہ نہیں۔ ان کے اس مطالبہ کو مانتے ہوئے موجودہ وزیراعظم نے اس کو رہا کرا کے باعزت طریقے پر اس کے پسندیدہ ملک بھجوا دیا۔

اسی طرح عبدالشکور قادیانی جس نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قانون کی خلاف ورزی کی اور اس کو عدالت نے پانچ سال کی سزا سنائی تو صدر ٹرمپ نے یہ مطالبہ کیا کہ اس کو رہا کیا جائے، ابھی اس کی سزا باقی تھی، لیکن موجودہ حکومت نے نہ صرف اس ٹرمپ کے مطالبہ کو مانا، بلکہ اسے اس کے دربار تک بھی پہنچایا، اس کے وہاں پہنچنے پر صدر ٹرمپ نے کہا کہ میں نے اس کی رہائی کا مطالبہ کیا تھا۔ اس عبدالشکور قادیانی نے پاکستان کے خلاف جو زبان درازی کی اور جو اتہامات لگائے، وہ اس کی زبانی پوری دنیا میں پھیل چکے ہیں۔

ان حالات میں کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہمارا ملک آزاد ہے؟ یا ہم آزاد رہ کر اپنے ملک کی پالیسیاں بناتے ہیں؟

’’آئی ایم ایف‘‘ نے صرف پاکستانی عوام پر مزید ٹیکس لگانے کا ہی نہیں کہا، بلکہ اپنے دو نمائندے اسٹیٹ بینک کا چیئرمین باقر رضا اور ایف بی آر کا چیئرمین شبر زیدی بھی پاکستان بھیجے جو معاشی معاملات کو نہ صرف کنٹرول کر رہے ہیں، بلکہ پاکستان کی معاشی اور تجارتی پالیسیاں بھی وہ حکومت پاکستان کو بنا کر دے رہے ہیں۔ ان کی سخت اور سمجھ میں نہ آنے والی پالیسیوں کی بنا پر پوری تجارتی برادری سراپا احتجاج ہے، کاروبار نہ ہونے کے برابر ہے، روپے کی قدر بہت گر چکی ہے، ڈالر آسمان سے باتیں کر رہا ہے، بیرونی قرضوں میں بہت زیادہ اضافہ ہو چکا ہے، ملک میں مہنگائی کا ایک طوفان ہے، جو کسی بھی اعتبار سے تھمنے میں نہیں آ رہا۔ ابھی شنید ہے کہ ۲۰-۲۰۱۹ء کے رواں مالی سال میں بجلی، گیس اور ٹیکسوں میں اضافے اور روپے کی قدر میں کمی کے باعث مہنگائی میں ۱۲ فیصد مزید اضافہ ہوگا، یعنی اس وقت ۱۵ فیصد مہنگائی ہو چکی ہے اور مزید ۱۲ فیصد تک مہنگائی کی نوید سنائی جارہی ہے۔ پاکستان کی شرح نمو دو عشاریہ آٹھ فیصد ہے، حالانکہ سابق وزیر داخلہ احسن اقبال کے بقول جب ہم نے حکومت چھوڑی، اس وقت پاکستان کی شرح نمو پانچ عشاریہ آٹھ فیصد تھی، اور یہ حکومت اگر پورے پانچ سال اور لگا لے تو ان پالیسیوں کے نتیجے میں وہ اس شرح نمو کو نہیں پہنچ سکتی۔ جب کہ بنگلہ دیش جو ہمارے ملک کا حصہ تھا، اس کی اب شرح نمو آٹھ فیصد اور ہمارا پڑوسی ملک جو ابھی تک جنگ زدہ ہے، اس کی شرح نمو ہم سے زیادہ تین عشاریہ پچاس فیصد ہے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ پاکستان کی اقتصادی حالت کتنا پتلی ہے، اسی بنا پر معاشی ماہرین کہہ رہے ہیں کہ دو سال میں مزید ۲۰ لاکھ لوگ بے روزگار ہو جائیں گے۔

مطلب یہ ہے کہ یہ حکومت بجائے اس کے کہ پاکستان کو ترقی کی طرف لے جائے، الٹا پاکستان کو ہر طرف اور ہر اعتبار سے نیچے لے جارہی ہے، جب کہ حکومت میں آنے سے پہلے وزیراعظم عمران احمد خان صاحب نے کہا تھا کہ: ہم آئی ایم ایف کے پاس نہیں جائیں گے، ہم بیرونی قرضے نہیں

لیں گے، ہم ایک کروڑ لوگوں کو نوکریاں دیں گے، پچاس لاکھ گھر بنا کر غریبوں کو دیں گے، غربت کا خاتمہ کریں گے، بجلی، گیس، تیل اور خورد ونوش کی اشیاء کی قیمتیں کم کریں گے۔ وفاقی وزیر جناب فیصل واوڈا صاحب نے بڑے فخر وانبساط کے ساتھ قوم کو یہ خوش خبری دی تھی کہ حکومتی اقتصادی پالیسیوں کے نتیجے میں قوم کو لاکھوں روزگار کے مواقع ملیں گے۔ اب اس کے برعکس وفاقی وزیر سائنس وٹیکنالوجی جناب فواد چوہدری صاحب فرمارہے ہیں کہ: عوام حکومت سے نوکریاں نہ مانگیں، حکومت تو خود چار سو محکمے ختم کرنے جارہی ہے۔ گویا اس حکومت کی سوا سال کی کارکردگی بس اتنی ہے کہ اس نے سیاسی مخالفین کی گرفتاری، زبان بندی اور ان کے گرد گھیرا تنگ کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کیا۔ یہ حال ہے اس حکومت کے اپنے ہی منشور کی دھجیاں اڑانے کا۔

اُدھر وزیر اعظم جناب عمران احمد خان نیازی صاحب جب بھی کسی غیر ملکی دورہ پر جاتے ہیں تو پاکستان کے اہل سیاست، اہل تجارت اور پاکستان کے اداروں کے بارہ میں ایسے بیانات دیتے ہیں کہ بیرونی دنیا کے لوگ بجائے پاکستان میں تجارت کی طرف راغب ہونے کے یا پاکستان پر اعتماد کرنے کے اُلٹا جو پاکستان میں سرمایہ لگا چکے ہیں یا لگانا چاہتے ہیں، وہ بھی اپنا سرمایہ نکال رہے ہیں یا پاکستان سے دور ہو رہے ہیں۔ ایسے حالات میں کون یہاں سرمایہ لگائے گا؟ کون پاکستان پر اعتماد کرے گا، اور ملک کی اقتصادی صورت حال کیسے درست ہوگی؟!

اسی لئے تمام اپوزیشن جماعتیں پاکستان کی اس بگڑتی ہوئی اقتصادی صورت حال کو دیکھتے ہوئے یہ کہہ رہی ہیں کہ آج اگر اس زبوں حال معیشت کو سہارا نہ دیا گیا تو آنے والے سالوں میں معاشی صورت حال اتنا خراب ہوجائے گی کہ اس کو اٹھانا اور سہارا دینا کسی کے بس میں نہیں رہے گا۔ اس لئے مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور دوسری اپوزیشن سیاسی جماعتیں آزادی مارچ کررہی ہیں، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ حکومت دھاندلی زدہ الیکشن کے نتیجے میں لائی گئی ہے اور ان کو بیرونی طاقتوں کے ایجنڈے کی تکمیل کے لئے لایا گیا ہے، ملک کی بگڑتی صورت حال کو سنبھالنے کی ان میں صلاحیت نہیں، اس لئے ان سے جان چھڑانا ضروری ہوگیا ہے۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ حکومتی وزراء اور افراد ایسی عوام دوست پالیسیاں بناتے جن کو دیکھ کر عوام خوشحال ہوتے، پاکستان ترقی کرتا ہوا نظر آتا، اُلٹا عوام سے کئے گئے تمام وعدوں سے انحراف کرتے ہوئے کہا گیا کہ وہ بڑا لیڈر ہو نہیں سکتا جو یوٹرن نہ لے، (یعنی وعدے سے مکر نہ جائے)، حالانکہ قرآن کریم میں ہے:

”وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا.“ (بنی اسرائیل:۳۴)

ترجمہ: ”اور پورا کرو عہد کو، بے شک عہد کی پوچھ ہوگی۔“

..........

آج کشمیر کی جو صورت حال بنی ہوئی ہے، وہ بھی ہماری حکومت کی غلط پالیسیوں اور غفلت ہی کا نتیجہ ہے۔ اول تو ۷۲ سال سے پاکستانی حکومتوں نے اقوامِ متحدہ کی قراردادوں پر جو تکیہ اور بھروسہ کیا ہوا ہے، حالات نے بتادیا کہ وہ صحیح نہیں، اس لئے کہ اقوامِ متحدہ نے کبھی بھی مسلمانوں کے حق میں کوئی بہتری کا کام نہیں کیا۔ جہاں بھی معاملہ مسلمانوں کا ہوا تو اقوام عالم بظاہر بے حس اور متعصب ہی نظر آئی ہیں۔ آئے دن انڈیا پاکستانی سرحد پر بمباری کرتا ہے اور عام شہریوں کو شہید کرتا ہے، لیکن اقوامِ متحدہ، انٹرنیشنل لاء سیکورٹی کونسل اور بین الاقوامی عدالتیں یوں لگتا ہے کہ سب یا تو خواب خرگوش میں ہیں یا بے بس ہیں، بلکہ امریکہ اور انڈیا مسلمان دشمنی میں ایک جیسے اقدامات ہی کرتے نظر آتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ 26 پر)

# بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت مولانا سحبان محمود رحمہ اللہ

الحمد للّٰہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ... اما بعد....

”وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین ۔“(الانبیاء:۱۰۷)یعنی ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

ویسے تو قرآن کریم تمام کا تمام سرور کائنات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بالواسطہ تعریف وتوصیف ہے، لیکن بہت سی آیتوں میں بلاواسطہ آپ کے بعض مخصوص اوصاف عالیہ کی اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی ہے۔اس آیت میں آپ کے وجود مبارک کو پیکرِ رحمت فرمایا گیا ہے اور وہ بھی تمام جہانوں کے لئے، اگر اللہ تعالیٰ رب العلمین یعنی تمام جہانوں کے پالنے اور پرورش کرنے والے ہیں تو آپ کی مقدسہ ہستی رحمۃ للعلمین یعنی تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے کائنات کا ایک ذرہ بھی خارج نہیں تو کائنات کا کوئی ذرہ آپ کے سایہ رحمت سے باہر نہیں۔یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا بلند مقام ہے جو کسی بھی مخلوق کو حاصل نہیں، سچ کہا ہے شیخ سعدیؒ نے:

”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر“

اسی لئے آپ کا ایک لقب نبی الرحمۃ بھی ہے، یعنی وہ نبی جو سراپا رحمت بن کر تشریف لائے۔

اس آیت میں آپ کو رحمۃ للعلمین، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔یہ عالَم کی جمع ہے، یعنی تمام عالم اور جہان۔اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صرف اس کرۂ زمین اور یہاں کی مخلوق کے لئے ہی نبی رحمت نہیں بلکہ تمام کائنات خواہ زمین ہو، خلا وفضا ہو یا آسمان، سب کے لئے رحمت ہیں۔

اسی کو آپ نے ایک حدیث میں اس طرح فرمایا کہ ”انا رحمۃ مہداۃ“ (اخرجہ ابن عساکر عن ابی ھریرۃؓ) ...یعنی میری ذات اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھیجی ہوئی رحمت ہے...

سرور کائنات کے رحمت ہونے کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ آپ کے طفیل ہی یہ تمام کائنات پیدا کی گئی، اگر آپ کی پیدائش نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ یہ عظیم کارخانۂ عالم پیدا نہ فرماتا۔پھر جس کو جو کچھ ملا آپ ہی کے صدقہ سے ملا۔آپ کے طفیل علم ملا۔ آپ ہی کے صدقہ ایمان نصیب ہوا۔آپ ہی کی وجہ سے رب کو پہچانا گیا اور آپ ہی کے باعث اللہ تعالیٰ کی محبت وعظمت بندوں کو حاصل ہوئی۔ گویا آپ نہ ہوتے تو کائنات نہ ہوتی، آپ نہ ہوتے تو دنیا میں ترقیاں اور آخرت میں نجات اور بلند مراتب حاصل نہ ہوتے۔

چونکہ آپ پیکر رحمت ہیں، اس لئے آپ کی ہر ادا، ہر شان، ہر حرکت وسکون اور آپ کی تعلیمات، آپ کے احکام اور آپ کا لایا ہوا دین یعنی اسلام بھی رحمت ہی رحمت ہیں، آپ کی جملہ تعلیمات کی بنیاد رحمت ہے، ان میں سختی نام کو نہیں۔ یہ غلط فہمی یا ناواقفیت ہوگی کہ آپ کی تعلیمات میں سے کسی ایک حکم کو سخت یا ناقابل برداشت سمجھ لیا جائے کیونکہ رحمت کے معنی آزادی، راحت طلبی اور مطلقاً نرمی کے نہیں بلکہ اس کا مطلب ہے کہ ایسی چیزوں کی طرف رہنمائی کی جائے جن سے زندگی ہر خطرہ سے محفوظ، دنیا ہر

ہر نبی کی امت کے اخلاق حسنہ، اُس کے نبی کے اخلاق کا پرتو ہوتے ہیں، اس لئے آپ ﷺ کی امت پر بھی طبعی اعتبار سے رحم وکرم کا غلبہ ہے، دنیا میں کوئی دوسری قوم من حیث القوم مسلمانوں کا اس وصف میں مقابلہ نہیں کرسکتی۔یہ امت اپنے دشمنوں سے بھی رحم وکرم کا معاملہ کرتی ہے اور انتقاماً بھی وہ سنگدلی اختیار نہیں کرتی جو دشمن اس کے ساتھ کرچکے ہوں، بالخصوص اپنے مسلمان بھائیوں پر تو بڑی مہربان اور نرم دل ہوتی ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو یہی تعلیم دی ہے کہ ہر حال میں رحم وکرم اور مہربانی کا معاملہ کرتے رہو حتی کہ دشمنوں کے ساتھ اور جانوروں کے ساتھ بھی۔

لحاظ سے شاندار اور آخرت مسرتوں سے لبریز ہو جائے۔ اگر کوئی ناسمجھ بچہ آگ سے کھیلنا چاہے تو اُسے اِس کی آزادی دے دینا رحمت نہیں، بلکہ اس سے روکنا اور آئندہ کے لئے ایسا انتظام کردینا کہ اس کا خطرہ نہ رہے، رحمت ہے۔

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں اس لئے آپ کی طبع مبارک رحم وکرم سے اس قدر لبریز تھی کہ سختی اور سنگدلی کا نام ونشان بھی نہ تھا، آپ کی رحمتوں سے اپنے تو اپنے، جانی دشمن بھی فیضیاب ہوتے رہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر نہ تو کسی خادم کو مارا، نہ کسی عورت اور بچے کو اور نہ کسی دشمن کو ہاتھ لگایا، الا یہ کہ میدان جہاد ہو تو آپ محض اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے کافر دشمن پر کبھی وار فرمادیتے، یہ آپ کی صفت رحمت ہی کا فیضان تھا کہ آپ نے اپنے اُن تمام جانی دشمنوں کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور دیگر ایمان والوں کو دنیا میں زندہ دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ ان پر قابو پانے کے بعد نہ صرف یہ کہ انتقام نہیں لیا بلکہ ان کو اپنے رحم وکرم سے خوب خوب نوازا۔

فتح مکہ کے دن وہ اہل مکہ یعنی کفار قریش جو چند لمحے پیشتر تک آپ کے دشمنِ جان اور برسرپیکار تھے، اور اب بالکل مغلوب وشکست خوردہ ہوکر مسجد حرام میں اپنی قسمت کے فیصلے کے منتظر بیٹھے تھے، اور ان کو یقین تھا کہ آج ماضی کی تمام ایذارسانیوں کا ہم سے انتقام لیا جائے گا کہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ اے اہل مکہ! آج تم سب کو معاف کیا جاتا ہے۔ انتقام تو کیا، تمہیں ملامت کا ایک لفظ بھی نہیں کہا جائے گا۔ جاؤ! تم سب کے سب آزاد ہو، تم سے کوئی باز پُرس نہ ہوگی۔ اسی معافی پر ہی کفایت نہ فرمائی بلکہ تاریخ نے دیکھا کہ چند یوم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مکہ والوں کو اس قدر مال وزر سے نوازا جو ان کے وہم وگمان سے باہر تھا، حالانکہ ان میں سے کچھ لوگ ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے۔

ہر نبی کی امت کے اخلاق حسنہ، اُس کے نبی کے اخلاق کا پرتو ہوتے ہیں، اس لئے آپ کی امت پر بھی طبعی اعتبار سے رحم وکرم کا غلبہ ہے، دنیا میں کوئی دوسری قوم من حیث القوم مسلمانوں کا اس وصف میں مقابلہ نہیں کرسکتی۔ یہ امت اپنے دشمنوں سے بھی رحم وکرم کا معاملہ کرتی ہے، اور انتقاماً بھی وہ سنگدلی اختیار نہیں کرتی جو دشمن اس کے ساتھ کرچکے ہوں، بالخصوص اپنے مسلمان بھائیوں پر تو بڑی مہربان اور نرم دل ہوتی ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو یہی تعلیم دی ہے کہ ہر حال میں رحم وکرم اور مہربانی کا معاملہ کرتے رہو حتی کہ دشمنوں کے ساتھ اور جانوروں کے ساتھ بھی۔ ارشاد فرمایا: "ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء" (ترمذی، رقم الحدیث:۱۹۲۴) ... یعنی تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا اور مسلمانوں کے ساتھ نرمی ومہربانی کے سلسلہ میں فرمایا کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (بخاری، رقم الحدیث:۱۰) ... یعنی سچا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی دوسرے مسلمان بھائی کو تکلیف نہ پہنچے، زبان سے تکلیف نہ پہنچانے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی بات زبان سے نہ نکالے جس سے کسی دوسرے کی دل آزاری ہو اور ہاتھ سے ایذا نہ پہنچانے کا مطلب ناحق کسی مسلمان کو نہ تو مارے اور نہ اس کا مال ناحق اپنے قبضہ میں لے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت واضح الفاظ میں اسی رحمت کی تعلیم دیتے ہوئے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اے اللہ اور اس کے رسول اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والو! غور سے سنو! تمہاری جان، تمہارے مال اور تمہاری عزت وآبرو کی حرمت ایک دوسرے پر ایسی ہی ہے جیسی مکہ معظمہ جیسے شہر، ماہ ذوالحجہ جیسے مقدس مہینہ اور عید الاضحیٰ جیسے مبارک اور باعظمت دنوں کی حرمت۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کو خاموش کراکے توجہ کامل سے سناتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ دیکھو! میرے بعد ایک دوسرے کی گردن نہ مارنا کہ یہ کافروں کا شیوہ اور ان کا کام ہے۔ اور ارشاد فرمایا کہ: "سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر" (بخاری، رقم الحدیث:۴۸) ... یعنی کسی مسلمان کو گالی دینا بہت بڑا گناہ ہے اور اس سے قتل وقتال کرنا تو کفر جیسا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ نبی رحمت ایسی سنگدلی، سفاکی اور خون ریزی کو پسند فرمائیں جس کی بنیاد سراسر ظلم وتشدد پر ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا: "القاتل والمقتول فی النار" (بخاری، رقم الحدیث:۳۱) ... یعنی ناحق قتل کرنے والا اور مقتول دونوں جہنم میں ہوں گے، صحابہ نے عرض کیا کہ قاتل کا تو جہنم میں جانا سمجھ میں آتا ہے لیکن مقتول کیوں جہنم میں جائے گا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ وہ بھی اپنے اس قاتل کو قتل کرنا چاہتا تھا، یہ دوسری بات ہے کہ وہ اس میں کامیاب نہ ہوا۔ امت مسلمہ میں آپس میں یہ سنگدلی، یہ سفاکی اور یہ ظلم وتشدد جس کو سن کر ہی ندامت سے سر جھک جاتا ہے، نبی رحمت کی

تعلیمات سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ سب شیطانی اور کافرانہ طور طریق ہے جو ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے ہم میں آ گیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہر پیر اور جمعرات کو آپ کی امت کا اعمال نامہ پیش کیا جاتا ہے۔ اگر امت کے اعمال اچھے ہوں تو آپ خوش ہوتے ہیں۔ اور اگر ناپسندیدہ ہوں ہوتو آپ کو بڑا دکھ اور غم ہوتا ہے۔ (عن ابن مسعودؓ، مسند بزار، ۵/۳۰۸) آپس میں خون ریزی کرنے والی امت غور کرے کہ وہ اپنے اس فعل سے رب رحیم کو خوش کر رہی ہے یا رحمۃ للعالمین اور نبی رحمت کو؟ یقینی بات ہے کہ سفاکی سے اللہ تعالیٰ بھی سخت ناراض اور نبی الرحمت بھی بڑے دکھی اور مغموم ہیں۔ خدارا! آنکھیں کھولئے، عقل سے کام لیجئے، دشمنوں کے آلۂ کار نہ بنئے، ان دونوں ہستیوں کو ناراض کر کے نہ ہماری دنیا درست ہوسکتی ہے نہ آخرت۔ رحمۃ للعالمین کے صدقہ میں ہمیں جو رحم و کرم کا وافر حصہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اتنا بڑا حصہ جو دنیا کی کسی قوم کے پاس نہیں، اس سے کام لیجئے اور اُسے اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے وقف کر دیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسی حصہ داروں میں رکھے۔ آمین۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ. یہ سورہ فتح کی آخری آیت کا ابتدائی حصہ ہے جس کا ترجمہ ہے کہ ”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ کی صحبت پائے ہوئے ہیں (یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) وہ کافروں کے مقابلہ میں بڑے سخت ہیں اور آپس میں بڑے مہربان۔ اس آیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے کمالات و اوصاف کی اللہ تعالیٰ نے ایسی عظیم تعریف و توصیف فرمائی ہے کہ اُس کا عُشرِ عشیر سمجھ لینا بھی ناممکن ہے۔ محمد رسول اللہ، اس کلمۂ طیبہ کا دوسرا جزو ہے جس پر ایمان موقوف ہے، اللہ تعالیٰ نے جب عرش کو پیدا فرمایا تو اس پر نورانی حروف سے لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ لکھ دیا۔ روایت میں آیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام کا وسیلہ لے کر اللہ تعالیٰ سے اپنی لغزش کی معافی طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما کر دریافت کیا (حالانکہ وہ خوب جانتا تھا) کہ اے آدم! تمہیں یہ نام پاک کہاں سے معلوم ہوا؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے عرش بریں پر جب آپ کے نام کے ساتھ یہ نام دیکھا تو میں سمجھ گیا کہ یہ مقدس ہستی یقیناً آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اس لئے اس نام کے وسیلہ سے میں نے مغفرت طلب کی۔ (مستدرک الحاکم، رقم الحدیث: ۴۱۹۴)

آپ کا اسم گرامی ”محمد“ اپنے معنی کے اعتبار سے ان تمام کمالات و اوصاف پر دلالت کرتا ہے جو مسلسل مدح سرائی، ثنا خوانی اور تعریف و توصیف کا سبب ہیں، رب ذوالجلال کی جانب سے بھی، فرشتوں اور انسانوں کی جانب سے بھی بلکہ تمام کائنات کی جانب سے بھی، ایسی تعریف جو مسلسل ہو، خوب خوب ہو اور کبھی ختم ہونے والی نہ ہو۔

یوں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے مبارک نام قرآن و حدیث میں آئے ہیں، لیکن آپ کے دو پاک نام مشہور ہیں: ایک ”محمد“ اور یہ سب سے زیادہ مشہور ہے، دوسرا ”احمد“۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے یہ دونوں نام تجویز کرا کے اپنی ذات اور اپنی مخلوق کی جانب سے آپ کی مدح سرائی فرمائی ہے۔

آپ کا نام نامی ”محمد“ آپ کے دادا جناب عبدالمطلب نے بالہام خداوندی تجویز فرمایا تھا، اور یہ نام قبیلہ قریش بلکہ ملک عرب میں معروف نہ تھا، چنانچہ جب آپ کا یہ نام رکھا گیا تو قریش کے لوگ عبدالمطلب کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ اے ہمارے سردار! آپ نے اپنے پوتے کا ایسا نام کیوں رکھا جو نہ تو خاندان قریش میں کسی کا ہوا، نہ ملک عرب میں یہ نام کسی نے رکھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ نام میں نے اس لئے رکھا ہے کہ اس بچہ کی تعریف اہل زمین بھی کرتے ہیں اور اہل آسمان بھی (سیرت المصطفیٰ، ج:۱، ص:۶۱) قریش یہ جواب سن کر خاموش ہوگئے۔

درحقیقت لفظ ”محمد“ کے یہی معنی ہیں جو آپ کے دادا صاحب نے بتائے، کیونکہ یہ لفظ ”حمد“ سے بنا ہے، جس کے معنی تعریف کرنے کے آتے ہیں، اور عربی گرامر کے مطابق ”محمد“ میں کثرت اور مبالغہ کے معنی ہوں گے، یعنی وہ ہستی جس کی سچی تعریف کریں، خوب خوب کریں اور کرتے رہیں۔ چنانچہ آپ کی تعریف کرنے سے کوئی مستثنیٰ نہیں رہا، حتیٰ کہ آپ کے منکر اور سخت ترین دشمن بھی جب آپ کا یہ مبارک نام زبان سے لیں گے تو معنی کی وجہ سے وہ بھی مجبوراً آپ کی تعریف کرنے والے بن جائیں گے۔ ورنہ جس پاک ذات کی ثنا خوانی خالق کائنات فرمائے تو مخلوق کی ثنا خوانی کی اس کو ضرورت نہیں رہتی۔

اللہ رب العزت کی جانب سے آپ کی مدح سرائی بالکل ظاہر ہے،قرآن کریم میں جابجا آپ کے خصوصی کمالات اور اوصاف کو رب العزت نے ذکر فرمایا ہے،چنانچہ اس تعریف میں سب سے زیادہ واضح آیت یہ ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ. (الاحزاب:۵۶)امام بخاریؒ نے حضرت ابوالعالیہؒ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ کا مطلب ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے رہنا۔اس کو مشہور شارح بخاری امام ابن حجر نے پسند فرمایا ہے۔اب اس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ بیشک اللہ تعالیٰ آپ کی تعریف فرماتے رہتے ہیں اور فرشتے بھی۔

خالق کائنات کی تعریف اس کے شایان شان ہوگی،کسی مخلوق کو اس کی حقیقت معلوم نہیں ہوسکتی،البتہ ظاہر ہے تمام مخلوقات کی تعریف سے بلند و بالا ہوگی،اور دائمی وابدی ہوگی۔پھر فرشتے بھی آپ کی تعریف میں مشغول ہیں،بے شمار فرشتے جن کی تعداد صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔یہ فرشتے ہر اُس انداز سے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تجویز فرمادیا ہو ہر وقت آپ کی تعریف میں اس طرح مشغول ہیں کہ ایک لحمہ کے لئے بھی غافل نہیں ہوتے،چنانچہ بہت سے فرشتے وہ ہیں جو درود شریف کے ذریعہ آپ کی مدح سرائی میں مشغول ہیں،لاتعداد فرشتے وہ ہیں جو آپ کی امت کی جانب سے درود شریف کا تحفہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچانے کے لئے ہر وقت مشغول خدمت ہیں،اور ان گنت فرشتے وہ ہیں جو کسی مومن کے ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے دس رحمتیں اُس مومن تک پہنچانے کی خدمت میں شب وروز مشغول ہیں،ایک لحمہ کے لئے نہ غافل ہوتے ہیں،نہ تھکتے ہیں،اور چونکہ اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے ساتھ آپ کا مبارک نام بھی لازم ہے،اس لئے تمام فرشتے جو تسبیح وذکر وغیرہ میں مشغول ہیں لامحالہ آپ کی تعریف کرنے والے ہیں۔رہے انسان وغیرہ تو ان میں سے نیک اور مومن بندے تو آپ کی تعریف دل وجان سے کرتے ہیں لیکن پھر بھی حق ادا نہیں کرسکتے،اور نافرمان وکافر لوگ اگرچہ تعریف کرنا نہیں چاہتے لیکن ان میں سے جو انصاف پسند ہیں وہ آپ کی تعریف برملا کرتے ہیں اور دوسرے بھی مجبوراً آپ کے اسم گرامی کو لیتے ہی آپ کی تعریف کرنے والے بن جاتے ہیں۔

آپ کا اسم پاک ”محمد“ ایسا پیارا نام ہے کہ خود رب العٰلمین نے ہر اس موقعہ پر جہاں آپ کی خوشنودی مقصود ہوتی ہے بڑے پیار اور محبت سے اسی نام کا ذکر فرمایا ہے،حدیث شریف میں آتا ہے کہ بروزِ محشر جب تمام مخلوق پریشان ہوکر حضرت انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس درخواست شفاعت لے کر جائے گی اور وہ حضرات ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیں گے،تو آپ اس درخواست کو قبول فرما کر،رب العالمین کے سامنے سجدہ ریز ہوجائیں گے۔اس پر رحمت خداوندی جوش میں آجائے گی اور ارشاد ہوگا: ”یا محمد، ارفع راسک، سل تعط واشفع تشفع“یعنی:اے محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)اپنا سرسجدہ سے اٹھایئے اور مانگئے جو مانگنا ہے،آپ کو سب کچھ دیا جائے گا اور شفاعت کیجئے،آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

آپ کا دوسرا نام مبارک ”احمد“ ہے،یہ بھی قرآن کریم میں آیا ہے۔روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا یہ نام پاک پہلی آسمانی کتابوں میں آیا ہے،چنانچہ سورۂ صف میں فرمایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا کہ میں اپنے بعد ایک رسول (عظیم) کی خوشخبری دینے والا ہوں،جن کا نام نامی ”احمد“ ہوگا۔یہ بھی ”حمد“ سے بنا ہے،جس کے معنی تعریف کرنے کے آتے ہیں،لہٰذا ”احمد“ کے معنی ہوں گے:وہ ذات جو خوب قابل تعریف ہے۔اس کا حاصل بھی وہی ہے جو آپ کے پہلے نام کا ہے۔

سورۂ فتح کی آیت میں پھر آپ کی تعریف دوسرے پہلو سے اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے کہ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ۔یعنی جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں سخت اور آپس میں بڑے مہربان ہیں،رکوع وسجود میں وقت گزارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور خوشنودی کے طلبگار رہتے ہیں۔یہ حضرات صحابۂ کرام ہیں جو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام مخلوق میں سب سے اعلیٰ اور افضل ہیں۔یہ حضرات آپ کے فیضِ صحبت سے اس بلند مقام تک پہنچے جب کہ اس سے پہلے دنیا میں جاہل،وحشی اور غیر مہذب سمجھے جاتے تھے۔یہ آپ صلی اللہ علیہ کا کتنا بڑا قابل صد تعریف کمال ہے کہ ایسے لوگوں کو تمام عالم کے لئے آفتاب وماہتاب اور رشد وہدایت اور علوم وحکمت کا سرچشمہ بنادیا اور آپ ہی کے فیض صحبت سے اس قدر بلند اخلاق اقدار کے وہ مالک ہوگئے کہ نہ ماضی میں کوئی اُس مقام تک پہنچا،نہ مستقبل میں پہنچ سکے گا۔☆☆☆

# مبلغینِ اسلام کا عالمی اجتماع

دنیا کی سب سے بڑی سچائی اسلام ہے جو کہ دین فطرت، فلاح کا مذہب اور نجات کا واحد راستہ ہے۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور علمائے ربانیین کا طریقہ ہے، جو کہ سب سے بڑی نیکی اور سب سے بہترین کام ہے۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ اسلام کی دعوت دیں گے ان کی پہلی ذمہ داری ہوگی کہ وہ خود اس پر عمل بھی کریں، نیک بنیں اور اپنے اعمال وکردار سے اس سچائی کو ثابت کریں۔ قرآن مجید فرقان حمید میں اسی بات کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ:

''اور اس شخص کی بات سے اچھی بات کس کی ہوگی، جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیا اور کہا میں مسلمان ہوں۔''

(حم السجدہ:۳۳)

اللہ تعالیٰ نے دین حق کی تبلیغ کے لئے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھروں کے جواب میں پتھر نہیں برسائے اور گالیوں کا جواب گالم گلوچ سے نہیں دیا بلکہ حکمت سے کام لیتے ہوئے بڑے احسن انداز سے فریضہ تبلیغ سرانجام دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال رکھا کہ جہاں جس انداز میں سمجھانے کی ضرورت ہوتی وہی انداز اختیار فرماتے اور احساس رکھتے کہ دعوت کا ایسا انداز نہ ہو کہ جس سے مدعوین اکتاہٹ محسوس کرنے لگیں اور اب خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی کتاب قرآن مجید اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی بطور

**رانا اعجاز حسین**

نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دین اسلام کی تبلیغ آپ کے اور

> **تبلیغی جماعت کی محنت کی بدولت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور فسق و فجور میں زندگی گزارنے والے افراد تہجد گزار، متقی، پرہیزگار اور دین کے داعی بنتے نظر آرہے ہیں**

ہمارے بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے ذمہ ہے۔

تبلیغی جماعت اس ضمن میں احسن خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ دنیا بھر میں دین اسلام کی تبلیغ کی محنت کے لئے عالم اسلام کے مسلمانوں کا سالانہ اجتماع ہر سال رائے ونڈ میں منعقد ہوتا ہے۔ بلاشبہ حج کے بعد یہ عالم اسلام کا دوسرا بڑا اجتماع ہے جس میں لاکھوں فرزندان اسلام ذہن میں تبلیغ اسلام کی فکر لئے نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے شہروں، قصبوں، دیہاتوں اور بیابانوں سے شرکت کرتے ہیں۔ منتظمین تبلیغی جماعت نے پاکستان بھر کے تبلیغی حلقوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، اور ہر سال عوام کے بڑھتے ہوئے رش کے پیش نظر ایک حصے کا اجتماع ہوتا ہے تاکہ عوام پاکستان اور دنیا بھر سے شرکت کرنے والے مسلمانوں کو مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ مبلغین اسلام کے اجتماع رائے ونڈ میں ملکی، سرحدی، صوبائی امتیازات، قومی لسانی تعصبات اور گروہ بندیاں سب خاک میں مل جاتے ہیں۔ یہاں سب بحیثیت مسلمان، امیر وغریب، حاکم و محکوم، پنجابی و پٹھان، بلوچی و سندھی، گورا ہو یا کالا، عربی ہو یا عجمی، رنگ و نسل کے اختلافات سے بے نیاز ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے اور سجدہ ریز ہو کر پوری دنیا کے انسانوں کی ہدایت کے لئے دعا، اور تبلیغ کے موثر طریقہ کار پر حکمت عملی مرتب کرتے ہیں۔

بانی تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنے گردوپیش کا جائزہ لیا تو ہر طرف دین سے دوری، عقائد کی خرابی، اور اعمال کا بگاڑ دیکھا کہ لوگ جہالت وگمراہی میں ڈوبے ہوئے ہیں تو وہ اس سلسلہ میں متفکر و پریشان دکھائی دینے

لگے، آپ نے محسوس کیا کہ عام دینداری جو پہلے موجود تھی اب ختم ہوتی اور سمٹتی چلی جارہی ہے، پہلے یہ دینداری خواص تک اور مسلمانوں کی ایک خاص تعداد میں رہ گئی تھی پھر اس کا دائرہ اس سے بھی تنگ ہوا اور ''اخص الخواص'' میں یہ دینداری باقی رہ گئی ہے، جہاں پہلے علم وعمل کی قندیلیں روشن رہتی تھیں اب وہ بے نور تھیں، دوسری بات انہوں نے یہ محسوس کی کہ علم چونکہ ایک خاص طبقہ تک محدود رہ گیا ہے اس لئے آپ یہ چاہتے تھے کہ عوام الناس میں پھر سے دینداری پیدا ہو، خواص کی طرح عوام میں بھی دین کی تڑپ اور طلب پیدا ہو، ان میں دین سیکھنے سکھانے کا شوق وجذبہ انگڑائیاں لے، اس کے لئے وہ ضروری سمجھتے تھے کہ ہر ایک کھانے، پینے اور دیگر ضروریات زندگی کی طرح دین سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کو بھی اپنی زندگی میں شامل کرے، اور یہ سب کچھ صرف مدارس و مکاتب اور خانقاہی نظام سے نہیں ہوگا کیونکہ ان سے وہی فیضیاب ہوسکتے ہیں جن میں پہلے سے دین کی طلب ہو اور وہ اس کے طالب بن کر خود مدارس ومکاتب اور خانقاہوں میں آئیں۔

مگر ظاہر ہے کہ یہ بہت ہی محدود لوگ ہوتے ہیں، اس لئے مولانا محمد الیاسؒ ضروری سمجھتے تھے کہ اس ''دعوت وتبلیغ'' کے ذریعہ ایک ایک دروازہ پر جاکر اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ منت وسماجت اور خوشامد کرکے ان میں دین کی طلب پیدا کی جائے کہ وہ اپنے گھروں اور ماحول سے نکل کر تھوڑا سا وقت علمی ودینی ماحول میں گزاریں تاکہ ان کے دل میں بھی سچی لگن اور دین سیکھنے کی تڑپ پیدا ہو اور یہ کام اسی دعوت والے طریقہ سے ہوگا جو طریقہ اور راستہ انبیاء کرام علیہم السلام کا تھا اور جس پر چلتے ہوئے صحابہ کرامؓ کو پوری دنیا پر اسلام کو غالب کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی اور پھر جب اس دعوت وتبلیغ سے عام فضا دینی بنے گی تو لوگوں میں دین کی رغبت اور اس کی طلب پیدا ہوگی اور پھر مولانا محمد الیاسؒ خود سراپا دعوت بن کر ''دعوت وتبلیغ'' والے کام کو لے کر بڑی دلسوزی کے ساتھ ''میوات'' کے ہر علاقہ میں پھرے، ہر ایک کے دامن کو تھاما، ایک ایک گھر کے دروازہ پر دستک دی، دین کے لئے محنت کی اور فاقے برداشت کئے، گرمی وسردی سے بے پروا ہوکر تبلیغی گشت کئے اور بے چین و بے قرار ہوکر راتوں کو اللہ رب العزت کے حضور روتے گڑگڑاتے اور دعا کرتے اور پھر اپنی ہمت و طاقت، مال ودولت سب کچھ ان میواتیوں پر اور ان کے ذریعے اس کار تبلیغ پر لگادیا۔

مولانا محمد الیاسؒ کی یہ عالمگیر احیائے اسلام کی تحریک کوئی معمولی کام اور تحریک نہیں بلکہ یہ پورے دین کو عملی طور پر زندگی میں نفاذ کی تحریک تھی۔ مولانا محمد الیاسؒ نے اس دعوت وتبلیغ والے کام کے طریقہ کار کے طور پر چھ اصولوں کے علاوہ کچھ مطالبے اور دینی تقاضے بھی رکھے ہیں جس کے تحت اس دعوت وتبلیغ والے کام کی محنت و ترتیب اور مشورہ کے لئے روزانہ کچھ وقت دینا، ذکر واذکار اور اعمال وافعال میں دین اسلام کی پابندی کرنا، ہفتہ میں ایک بار گشت سے علاقہ کے لوگوں سے ملنا، اور انہیں اس دعوت وتبلیغ والے کام پر نکلنے کے لئے آمادہ اور تیار کرنا، سال میں چالیس دن اللہ کے راستے میں دعوت وتبلیغ کے لئے لگانا، اور پھر چار مہینے کے لئے اللہ کے راستے میں نکل کر دین اور اس دعوت وتبلیغ والے کام کو سیکھنا اور پھر ساری زندگی اسی کام میں صرف کرنا۔ مولانا محمد الیاس نے اس دعوتی سفر اور نقل وحرکت کے ایام کا ایک مکمل نظام الاوقات مرتب کیا جس کے تحت یہ تبلیغی جماعتیں اپنا وقت گزارتی ہیں۔ ایک وقت میں گشت، ایک وقت میں اجتماع، ایک وقت میں تعلیم، ایک وقت میں حوائج ضروری کا پورا کرنا اور پھر ان سارے کاموں کی ترتیب و تنظیم، گویا کہ یہ تبلیغی جماعت ایک چلتی پھرتی اخلاقی ودینی تربیت گاہ بن جاتی ہے۔ مولانا محمد الیاسؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے طریقہ کار میں دین کے واسطے جماعتوں کی شکل میں گھروں سے دور نکلنے کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے، اس کا خاص فائدہ یہ ہے کہ آدمی اس کے ذریعے اپنے دائمی اور جامد ماحول سے نکل کر ایک نئے صالح اور متحرک دینی ماحول میں آجاتا ہے۔

آج تبلیغی جماعت کی محنت کی بدولت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور فسق وفجور میں زندگی گزارنے والے افراد تہجد گزار، متقی، پرہیزگار اور دین کے داعی بنتے نظر آرہے ہیں۔ تبلیغی جماعت مخلوق کو مخلوق کی غلامی سے نکال کر خالق کی بندگی وغلامی میں لانے، صحابہ کرامؓ جیسی پاکیزہ صفات وعادات کو اپنانے اور پیدا کرنے، صبح جاگنے سے لے کر رات سونے تک، کھانے پینے سے لے کر حاجات تک، گویا کہ پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک پوری زندگی میں دین لانے کی کوشش اور مخلوق سے کچھ نہ ہونے اور خالق ہی سے سب کچھ ہونے کا یقین دلوں میں پیدا کرنے میں مصروف عمل ہے۔ ہماری اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ دین اسلام کی تبلیغ اور سربلندی کے لئے بڑھ چڑھ کر خدمات سرانجام دیں۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۶/اکتوبر ۲۰۱۹ء)

# عظمتِ خواتین اور اسلام

مولانا محمد اسرارالحق قاسمیؒ

فی زمانہ اسلام اور مسلمانوں پر الزامات کے شدید حملے کئے جارہے ہیں۔ الزامات کے یہ حملے میڈیا کے ذریعے کئے جارہے ہیں۔ چاہے پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرونک، دونوں کے توسط سے اسلام کو بدنام کرنے کا عمل جاری ہے۔ مارکیٹ میں ایسی بہت سی کتابیں موجود ہیں، جن میں اسلام اور مسلمانوں کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ ٹی وی پر روز بہ روز اسلام پر اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ڈبیٹس کے نام پر مسلمانوں کو کوسا جاتا ہے اور اسلام کو کٹہرے میں کھڑا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ سب منصوبہ بند طریقے سے ہوتا ہے۔ جان بوجھ کر ایسے موضوعات کا انتخاب کیا جاتا ہے جن پر سوالات اٹھائے جاسکیں اور ڈبیٹس میں حصہ لینے والے مسلمانوں کو گھیر کر لاجواب کیا جاسکے۔ اس پر مستزاد یہ کہ اسلام کی نمائندگی کرنے کے لئے عام طور پر ان علماء کرام کو دعوت دی جاتی ہے جن کا مطالعہ محدود ہوتا ہے یا جو اختصار کے ساتھ عقلی اور نقلی دلائل سے اپنی بات کہنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور دوسرے شرکاء کے ذریعے اٹھائے جانے والے سوالات کا جواب نہیں دے پاتے۔ اس پر مزید ستم یہ ہوتا ہے کہ ٹی وی اینکر، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہوتا ہے۔ وہ بھی بڑھ چڑھ کر سوال کرتا ہے اور علماء کو لاجواب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر بعض علماء صحیح انداز سے جواب دیتے ہیں اور اپنی بات کو متاثر کن اور ٹھوس دلائل کے ساتھ بیان کرتے ہیں تو ان کی بات کو اینکر کاٹ دیتا ہے اور دوسرے مخالف شریک بحث کی طرف چلا جاتا ہے۔ مجموعی طور پر وہ مسلمانوں کو لاجواب اور اسلام کو گھیرے میں لینے کی کوشش کرتا ہے؛ تاکہ ناظرین یہ اندازہ لگالیں کہ مسلمانوں اور اسلام کے پاس کوئی جواب نہیں ہے اور اسلام کمزور مذہب ہے۔ ٹی وی چینلوں پر ایسی درجنوں بحثیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کے لئے یہ وقت بڑا صبر آزما ہے کہ وہ مخالف ماحول میں کیا کریں؟

جن موضوعات کو آج کل زیر بحث لایا جارہا ہے، ان میں بعض کا تعلق عورتوں سے ہے۔ خواتین کے حوالے سے کبھی تین طلاق، کبھی حلالہ، کبھی برقع اور کبھی دوسرے پہلوؤں پر بحثیں کرکے یہ دکھایا جاتا ہے کہ مسلم معاشرے میں عورتیں مظلوم ہیں۔ ان پر ظلم وتشدد کیا جاتا ہے، حلالہ کی آڑ میں ان کا جنسی استحصال کیا جاتا ہے، انھیں تعلیم حاصل کرنے سے روکا جاتا ہے، ان کو ترقی نہیں کرنے دی جاتی، انھیں گھروں میں قید کرکے رکھا جاتا ہے، زبردستی برقع پہنایا جاتا ہے اور بات بات پر انھیں مارا پیٹا جاتا ہے۔ یہ تاثرات ٹی وی پر ہونے والے مباحثوں سے سامنے آتے ہیں اور سوشل میڈیا پر بھی اسی طرح کی باتیں کی جاتی ہیں۔ بات صرف مسلمانوں تک محدود نہیں رہتی؛ بلکہ درپردہ اسلام کو آڑے ہاتھوں لیا جاتا ہے اور یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اسلام نے عورتوں کو عزت نہیں دی اور انھیں ترقی سے روکا ہے۔ مباحثوں اور اس طرح کے پروپیگنڈے کا اثر یہ ہے کہ غیر مسلم سوسائٹیوں میں لوگوں کا یہ خیال ہے کہ مسلمان عورتوں پر تشدد کے پہاڑ توڑتے ہیں اور اسلام میں عورتوں کے لئے اہم مقام نہیں ہے۔ یہ خیالات صرف ناخواندہ افراد کے نہیں ہیں؛ بلکہ تعلیم یافتہ حضرات کے بھی ہیں اور ان طلبا وطالبات کے بھی جو کالجوں اور یونی ورسٹیوں میں زیر تعلیم ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ اس طرح کے رجحانات اب بہت سے ان مسلمانوں کے بھی بنتے جارہے ہیں جو غیر اسلامی ماحول میں رہتے ہیں اور اسلامی تعلیم ان کے پاس نہیں ہے۔

قرآن وحدیث کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوکر سامنے آتی ہے کہ اسلام نے خواتین کو اعلی مقام سے نوازا ہے۔ ان کا حد درجہ خیال رکھا ہے۔ ان کو کامیاب کرنے کے مواقع دیئے ہیں اور ماحول کو ان کے لئے سازگار کیا ہے۔ اگر خواتین کی عظمت وحقوق کی بات اسلام اور دیگر مذاہب کے تناظر میں کی جائے تو اس نتیجہ پر پہنچنا آسان ہوگا کہ اسلام نے دیگر مذاہب سے زیادہ عورت کا احترام کیا ہے، اسے عزت دی ہے اور اسے فلاح یاب کرنے کے لئے بہترین تعلیمات پیش کی ہیں۔ اگر صنف نازک کے حوالے سے اسلام کے مقابل جدید نظریات کو دیکھا جائے اور حقوق انسانی کی بات کرنے والی تنظیموں کے خیالات کا جائزہ لیا جائے تو وہ اسلام کے مقابلے میں بہت کم دکھائی دیتے ہیں۔ بعثت اسلام سے قبل عورتوں کے ساتھ نہایت سوتیلا برتاؤ کیا جاتا تھا اور اس وقت موجود مذاہب خواتین کے تحفظ میں ناکام ثابت ہورہے تھے؛ بلکہ

ان کے بعض خیالات خواتین کی بابت ایسے تھے جن سے خواتین کے مقام پر ضرب لگتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔اسلام نے عورتوں کے بارے میں پاکیزہ تعلیمات پیش کیں اور انھیں سماج میں مساوی حقوق عطا کئے۔اگر وہ بچیاں ہیں تو اسلام میں ان کی پرورش وتربیت پر توجہ دلائی گئی اور اس کی فضیلتیں بیان کی گئیں۔بعثتِ اسلام سے قبل عرب کے معاشرے میں نومولود بچیوں کو زندہ درگور کردیا جاتا تھا۔اسلام نے اس مجرمانہ روایت کو یکسر ختم کردیا اور بچیوں کی پرورش پر خاصی توجہ دلائی۔دورانِ پرورش لڑکے اور لڑکی کے درمیان کسی بھی طرح کی تفریق سے منع کیا۔جب لڑکیاں بڑی ہوئیں اور ان کی شادی ہوگئی تو اسلام نے شوہروں کو تاکید کی: ''وعاشروهن بالمعروف''اور ان کے ساتھ اچھائی کا معاملہ کرو۔شوہروں کے ذمے ان کا نان و نفقہ متعین کیا کہ شوہر کمائے اور اپنی بیوی کے اخراجات کو پورا کرے۔یعنی عورتوں کو کمانے کے دوران آنے والی بہت سی پریشانیوں سے محفوظ کردیا گیا۔وہ آرام سے گھر میں رہ سکتی ہیں اور کمانے کی فکر سے آزاد ہیں۔اس کے باوجود اگر وہ تجارت و ملازمت کرنا چاہتی ہیں تو انھیں روکا بھی نہیں گیا۔ اچھے ماحول میں وہ تجارت و ملازمت بھی کرسکتی ہیں۔غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ انھیں تجارت وغیرہ کی بھی اجازت ہے کہ وہ معاشی ترقی کرسکتی ہیں اور اگر وہ معاشیات کے حصول کے لئے بہت سے جھمیلوں میں نہیں پڑنا چاہتیں تو یہ ان کے اوپر ہے۔ شوہر تو ان کا خرچ پورا کرنے والا ہی ہے۔یہ نظریہ عورتوں کے حق میں ہے؛لیکن معاندینِ اسلام اس نظریے کو عورت مخالف ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام عورتوں کو گھروں میں قید کردیتا ہے،انہیں ملازمت نہیں کرنے دیتا اور آگے بڑھنے سے روکتا ہے۔اسے ذہنی فساد ہی کہا جاسکتا ہے کہ مثبت بات کو منفی بنا کر پیش کیا جارہا ہے۔

جب عورت ماں بنتی ہے تو اسے اور اہم مقام عطا ہوتا ہے۔اس کے درجات کو بلند کردیا جاتا ہے، خاندان میں اس کی عزت مزید دوبالا ہوتی ہے۔ایک طرف وہ اپنے شوہر کی چہیتی ہوتی ہے،وہ اس کے ساتھ حسنِ سلوک کا مظاہرہ کرتا ہے۔اس کے حقوق کا خیال رکھتا ہے،اس کو خرچ دیتا ہے۔ دوسری طرف اس کے بچے اس کا احترام کرتے ہیں، خدمت کرتے ہیں اور بہترین سلوک کرتے ہیں۔ اسلام میں ماں کے مقام ومنصب کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک بار ایک صحابی، پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معلوم کرنے لگے کہ میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امک،(تیری ماں)،اس کے بعد ان صحابی نے دوبارہ سوال کیا کہ:ثُمَّ مَنْ؟ پھر کون۔آپؐ نے ارشاد فرمایا:ثُمَّ امک (پھر تیری ماں)اس کے بعد صحابیؓ نے عرض کیا:ثُمَّ مَنْ ؟ آپ نے فرمایا:ثُمَّ امک،پھر تیری ماں۔اس کے بعد صحابی نے معلوم کیا:ثُمَّ مَنْ ؟آپؐ نے فرمایا:ثُمَّ أَبُوكَ أَدْنَاكَ۔پھر تیرے باپ اور رشتہ دار۔غور کیجیے! حسن سلوک کی پہلی حق دار ماں ہے۔دوسرے نمبر پر بھی ماں ہے۔تیسرے نمبر پر بھی ماں ہے اور چوتھے نمبر پر باپ،پھر دیگر اعزہ واقارب۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولاد کے لئے لازم ہے کہ وہ ترجیحی طور پر اپنی والدہ کی خدمت کرے اور اس کے ساتھ حسن کا معاملہ کرے۔عورتوں کو تینوں حیثیتوں میں خاصی اہمیت دی گئی۔یعنی جب وہ بچی تھی،تب اس کا خیال رکھا گیا۔جب وہ شادی شدہ ہوئی تو اس کو عزت عطا کی گئی اور جب وہ ماں بنی تو اس کو احترام و اعزاز سے نوازا گیا۔

اگر ابدی کامیابی کے لحاظ سے عورتوں کی بات کریں تو عورت کو وہ تمام چیزیں عطا کی گئیں جو مردوں کو دی گئیں۔مثال کے طور پر پانچ وقت کی نماز مردوں پر فرض کی گئی تاکہ وہ''وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون''پر پورے اتر سکیں اور اپنے مقام ومنصب کو بڑھا سکیں تو عورتوں کو بھی پانچ وقت کی نمازیں دی گئیں۔ایک بھی کم نہیں کی گئی اور نہ زیادہ۔مردوں پر رمضان کے پورے مہینے کے روزے فرض کئے گئے۔اسی طرح عورتوں پر بھی رمضان کے پورے مہینے کے روزے فرض کئے گئے۔زکوۃ،صاحبِ نصاب مردوں پر فرض کی گئی تو صاحبِ نصاب عورتوں پر بھی زکوۃ فرض کی گئی۔ قربانی،صاحبِ نصاب مردوں پر واجب ہے تو صاحبِ نصاب عورتوں پر بھی واجب ہے۔اسی طرح حج بیت اللہ ان مسلمانوں پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے جو:''مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً''کے تحت آتے ہیں۔تو جو عورتیں اپنے پاس اتنی مالیت رکھتی ہیں یا اتنی طاقت رکھتی ہیں کہ امن کے ساتھ مکہ پہنچ سکیں تو ان پر بھی حج پر فرض ہے۔گویا کہ ہر جگہ اسلام نے عورتوں کو مساویانہ حقوق عطا کئے۔عزت کا معاملہ ہو یا عبادت کا معاملہ،ہر جگہ عورتوں کو اہمیت دی گئی اور اگر کہیں کوئی رخصت دی گئی تو وہ ان کی سہولتوں کے لئے اور اگر کسی چیز کا انہیں پابند بنایا گیا تو ان کے فائدے کے لئے،جیسا کہ پردے کے معاملے کو لے لیجئے۔''پردہ'' عورت کے حق میں ہے،مخالفت میں نہیں۔عورت اس طرح بہت سی

ہوس ناک نظروں سے محفوظ ہوجاتی ہے اور بہت سی خطرناک وارداتوں سے تحفظ کا بھی پردہ ذریعہ ہے۔ یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ آج کا میڈیا عورتوں کے تعلق سے اسلام کی تعلیمات کو غلط طور پر پیش کر رہا ہے اور انہیں ورغلا رہا ہے۔انہیں آزادیٔ نسواں کے نام پر غیر محفوظ کرنے پر آمادہ کررہا ہے۔ان کو جرائم کا شکار بنانا چاہتا ہے۔عورتوں کو بڑی سنجیدگی سے سوچنا چاہئے کہ کیا چیز ان کے حق میں ہے اور کیا چیز ان کی مخالفت میں ہے؟ دورِ حاضر میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو سازشیں رچی جارہی ہیں، ان سے بھی چوکنا رہنا چاہئے اور یہ بات ذہن میں بٹھانی چاہئے کہ اسلام کسی کے ساتھ ناانصافی و زیادتی نہیں کرتا ہے۔ جو لوگ اسلام کے خلاف باتیں بنارہے ہیں، انہیں یا تو اسلام کی تعلیمات سے کماحقہ واقفیت نہیں یا پھر وہ عناد اور دشمنی میں ایسا کررہے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات کے سنجیدہ مطالعے سے حقیقتِ حال خود واضح ہوجاتی ہے،اس لئے دوسروں کے الزامات یا باتوں پر یقین کرنے سے بہتر ہے کہ خود اسلام کا مطالعہ کیا جائے اور عورتوں کے تعلق سے اسلام کیا باتیں پیش کرتا ہے، ان کو گہرائی سے دیکھا جائے۔☆☆☆

# ماضی کے عوامی مظاہروں کی چند جھلکیاں

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

مجھے گزشتہ نصف صدی کے دوران چھوٹی بڑی بہت سی تحریکات میں متحرک کردار ادا کرنے کا موقع ملا ہے جن میں ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت، ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ اور ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت بطور خاص قابل ذکر ہیں۔۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران میں گوجرانوالہ شہر کی ''آل پارٹیز ختم نبوت ایکشن کمیٹی'' کا سیکرٹری جنرل تھا، ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ کے موقع پر نو جماعتی متحدہ سیاسی محاذ ''پاکستان قومی اتحاد'' کا صوبائی سیکرٹری جنرل تھا، جبکہ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا مرکزی سیکرٹری اطلاعات تھا۔ان تحریکوں کی یادداشتیں جمع کرنے کا موقع مل جائے تو ایک ضخیم کتاب بن سکتی ہے، مگر نمونہ کے طور پر چند جھلکیاں قارئین کی نذر کی جارہی ہیں۔

۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں دو جگہ یہ واقعہ پیش آیا کہ عوامی تحریک کو کچلنے کے لئے قائم کی جانے والی فیڈرل سکیورٹی فورس (ایف ایس ایف) نے عوامی مظاہرہ کو آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے روڈ پر سرخ لکیر کھینچ کر اعلان کردیا کہ اس لکیر کو عبور کرنے والے شخص کو گولی ماردی جائے گی اور اس کے ساتھ ہی اس کے جوانوں نے فائرنگ کے لئے پوزیشنیں سنبھال لیں۔مگر کراچی میں جمعیۃ علماء اسلام کے راہنما مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے وہ لائن کراس کی لیکن کسی کو گولی مارنے کا حوصلہ نہیں ہوا، جبکہ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ میں اسی قسم کی لائن عبور کرنے والے بزرگ میرے والد گرامی حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ تھے جو اس وقت جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے امیر تھے اور عوامی مظاہرہ کی قیادت کررہے تھے۔انہوں نے اپنے دو رفقاء استاذ محترم قاری محمد انورؒ اور جمعیۃ علماء پاکستان کے راہنما حاجی سید احمد ڈار مرحوم کے ہمراہ کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے سرخ لائن عبور کی تو رائفلوں کی سنگینیں اس منظر کی تاب نہ لاتے ہوئے زمین کی طرف جھک گئیں اور فضا تکبیر کے نعروں سے گونجنے لگی۔اسی تحریک میں ایک بار ایسا ہوا کہ جمعہ کے روز ملک گیر ہڑتال تھی اور سڑکیں سنسان پڑی تھیں، میری رہائش ان دنوں گکھڑ میں تھی اور میں وہاں سے جمعہ پڑھانے کے لئے گوجرانوالہ آیا کرتا تھا۔سڑک پر سواری نام کی کوئی چیز نظر نہ آئی تو اپنے ایک دوست پہلوان عبداللطیف بٹ مرحوم کے ہمراہ پیدل گوجرانوالہ کی طرف چل پڑا اور سولہ کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے نہ صرف مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ میں جمعہ پڑھایا بلکہ جمعہ کے بعد ایک عوامی مارچ کی قیادت بھی کی۔

۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک بار ہم نے ملک بھر سے کارکنوں کو اسلام آباد میں جمعہ کے روز جمع ہونے اور نماز جمعہ لال مسجد میں پڑھنے کی کال دے دی۔ میں ایک روز پہلے راولپنڈی پہنچ گیا اور جمعہ کے روز مختلف راستوں سے بھیس بدل بدل کر اسلام آباد میں داخل ہونے کی کوشش کرتا رہا مگر ناکہ بندی اتنی سخت تھی کہ میں اس کوشش میں کامیاب نہ ہوسکا اور جمعہ واپس آکر راجہ بازار دارالعلوم تعلیم القرآن میں پڑھا اور جمعہ کے اجتماع سے خطاب بھی کیا۔اسی تحریک میں گوجرانوالہ کے کچھ دوست جن میں قاری محمد یوسف عثمانی، عبدالمتین چوہان مرحوم اور خطاط امان اللہ قادری بطور خاص قابل ذکر ہیں، راولپنڈی کی طرف روانہ ہوئے تو جہلم میں انہیں بس سے اتار دیا گیا، دوسری بس میں سوار ہوئے تو دینہ میں اتار دیئے گئے، بالآخر انہوں نے ایک بس کے کنڈیکٹر سے سودا کرکے خود کو بس کی چھت پر لدی ہوئی بوریوں کے اندر بند کروایا اور مظاہرہ میں شامل ہونے میں کامیاب ہوئے۔ مختصر یہ کہ حکومت نے اسلام آباد میں اکثر مظاہرین کو داخل تو نہ ہونے دیا، مگر اسی شام وزیراعظم محمد خان جونیجو کو تحریک کے مطالبات منظور کرنے کا اعلان کرنا پڑا۔اس دور کی طرح آج کی ''ایف ایس ایف'' بھی خوب متحرک دکھائی دے رہی ہے،اس فرق کے ساتھ کہ وہ بہرحال کسی قاعدہ وقانون کی پابند نظر آتی تھی جبکہ آج ''فری اسٹائل ریسلنگ'' کا ماحول پیدا ہوتا نظر آرہا ہے جس کے نتائج کا اندازہ کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائیں، آمین یارب العالمین۔

(روزنامہ اسلام لاہور، ۲۳/اکتوبر ۲۰۱۹ء)

### آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی کانفرنس کی منتظمہ کا اجلاس:

آل پاکستان ۳۸ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کی منتظمہ کا اجلاس مولانا حافظ غلام حسین جھنگ کی صدارت میں یکم اکتوبر کو ۱۱ بجے صبح جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں منعقد ہوا۔ جس میں بیس کے قریب مبلغین نے شرکت کی اور کانفرنس کی تشہیر کے سلسلہ میں ۱۸ حلقے بنائے گئے۔ مبلغین کرام اشتہارات، پینافلیکس لے کر اپنے اپنے حلقوں میں روانہ ہوگئے۔ راقم کے ذمہ پنڈی بھٹیاں، سکھیکی، خانقاہ ڈوگراں، فاروق آباد، شیخوپورہ، کوٹ عبدالمالک اور لاہور لگا۔

چنانچہ ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر گوجرانوالہ کے مبلغ مولانا محمد عارف شامی کی معیت میں روانہ ہوا۔ عصر کی نماز کے بعد شاہی مسجد پنڈی بھٹیاں میں راقم کا درس ہوا، جس میں کانفرنس کی دعوت دی، تمام نمازی ساتھیوں نے قافلہ کی صورت میں ۱۰،۱۱ اکتوبر کو منعقد ہونے والی کانفرنس میں شرکت کا بھرپور وعدہ کیا۔

مغرب کی نماز پنڈی بھٹیاں اور سکھیکی کے درمیان ٹھٹھہ کی مدینہ مسجد میں پڑھی اور راقم نے کانفرنس کی غرض و غایت اور اس میں شرکت کی افادیت وضرورت پر بیان کیا۔ خطیب مدینہ مسجد اور دوسری مسجد کے خطیب مولانا بشیر احمد خان نے قافلہ کی صورت میں شرکت کا وعدہ کیا۔

عشاء کی نماز جامع مسجد توحید ایک مینار والی خانقاہ ڈوگراں میں ادا کی اور درس بھی دیا۔ خانقاہ ڈوگراں کی یہ عظیم مسجد اہل حق کا مرکز رہی ہے۔ فاضل دیوبند مولانا خان محمدؒ یہاں ایک عرصہ تک خطیب رہے اور توحید وسنت کا پرچار کرتے رہے،

## مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

# تبلیغی ودعوتی اسفار

ان کی وفات کے بعد کئی ایک خطیب آئے اور چلے گئے۔ آج کل مولانا نعمان شاکر ایک پختون نوجوان خطیب ہیں، جو ایک بہادر انسان ہیں۔ مولانا محمد الیاس گھمن مدظلہ کے شاگرد رشید ہیں۔ مولانا گھمن کے ذوق کے ساتھ ساتھ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ بہت محبت فرماتے ہیں۔ ویسے بھی یہ مسجد نصف صدی سے زائد اہلِ حق کا مرکز چلی آرہی ہے۔ نصف صدی سے زائد یہاں مولانا خان محمدؒ توحید وسنت کا پرچار کرتے رہے۔ قرب وجوار میں رسوم وبدعات کا زور وشور ہے، ایسے ماحول میں دین حق کو بیان کرنا دل گردے کی بات ہے۔

بہرحال مولانا نعمان شاکر سلمہ مولانا خان محمدؒ کے صحیح جانشین نائب ہورہے ہیں۔ موصوف حق بات ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں۔ اس مسجد سے بھی راقم کا تیس سالہ تعلق ہے، اللہ پاک تاحیات نبھانے کی توفیق دیں۔

ضلعی مبلغ مولانا محمد خالد عابد نے فاروق آباد جامعہ اسلامیہ کے مہتمم اور مدنی مسجد کے خطیب مولانا مسعود ربانی سلمہ کو فون کیا کہ استاذ رات آپ کے ہاں رہیں گے۔ چنانچہ رات کا آرام وقیام جامعہ اسلامیہ میں رہا۔ جامعہ سے بھی تیس سالہ تعلق ہے۔ جامعہ کے بانی جن کا تذکرہ آپ آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیں گے، حضرت مولانا محمد یعقوب ربانی ہمارے سرپرستوں میں سے تھے۔

**جامعہ اسلامیہ فاروق آباد:** ہمارے استاذ جی حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے ایک تعلیم کے ساتھی حضرت مولانا محمد یعقوب ربانیؒ نے قائم کیا۔ مولانا محمد یعقوب ربانیؒ باہمت عالم دین تھے، آپ اہل حق کے فاروق آباد، شیخوپورہ میں ترجمان تھے۔

راقم بارہا ان کی خدمت میں حاضر ہوا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ ضلعی یا ڈویژنل سطح پر جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہوتا، مولانا خم ٹھونک کر میدان عمل میں آتے۔ راجپوت برادری سے تعلق ہونے کی وجہ سے بہادر انسان تھے۔ حق بات ڈنکے کی چوٹ کہتے۔ اصلاحی تعلق خواجہ خواجگان قائد تحریک ختم نبوت حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ سے تھا۔ حضرت والا کئی مرتبہ ان کے ہاں تشریف لائے۔ ان کی صلاحیت وصالحیت کو دیکھتے ہوئے نقشبندی سلسلہ کے معروف شیخ طریقت حضرت اقدس مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ چکوال کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا پیر نعیم اللہ فاروقی مدظلہ نے انہیں نقشبندی سلسلہ میں خلافت بھی عطا فرمائی، جب بھی حاضری ہوئی تو اپنے مدرسہ جامعہ اسلامیہ میں راقم کا درس دلوایا بلکہ حکماً خطبہ جمعہ کا

آرڈر دیا۔ انہوں نے اپنے جامعہ میں ’’حفظ بخاری‘‘ کا سلسلہ شروع فرمایا جو چند سال رہ کر اختتام پذیر ہوا۔ مبلغ ختم نبوت مولانا محمد علی صدیقیؒ آپ کے شاگرد رشید تھے۔ آپ کی وفات ۷؍اکتوبر ۲۰۱۶ء کو ہوئی، آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند کبیر مولانا محمود ربانی کو آپ کا جانشین بنایا گیا، لیکن موصوف اسے صحیح طریقہ سے نہ چلا سکے۔ مدرسہ چھوٹے بھائی مولانا مسعود ربانی کے سپرد کر کے خود سعودی عرب روزگار کے سلسلہ میں چند روز قبل روانہ ہو گئے۔

راقم نے ۱۹۹۰ء میں آپ کے جامعہ کی مسجد میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا اور خطبہ جمعہ کی تقریر دوران بتلایا کہ قادیانیوں کا ہر فرد اپنی ماہانہ آمدنی کا دس یا سولہ فیصد اپنے مرکز کو بھجواتا ہے۔ ان قادیانی اداروں میں ایک ادارہ ’’شیزان‘‘ بھی ہے، جس ادارہ نے قادیانیوں کا تحریف شدہ قرآن کئی زبانوں میں شائع کیا۔ اس کا اعتراف قادیانیوں کے اخبار روزنامہ الفضل نے شیزان کے بانی چوہدری شاہ نواز کی موت پر الفضل میں کیا اور گفتگو کے آخر میں سامعین سے شیزان کے بائیکاٹ کی اپیل کی۔ جمعہ سے فراغت کے بعد ایک صاحب ملے جنہوں نے اپنا تعارف محمد حسین جنجوعہ کے نام سے کرایا اور کہا کہ میں فلاں محکمہ سے ریٹائر ہوا ہوں اور میری پنشن جو مجھے ہر ماہ ملتی ہے چھ سو روپے ہے، میں ہر ماہ ساٹھ روپے ختم نبوت کے لئے دیا کروں گا، جب تک شیخوپورہ میں کوئی مستقل مبلغ نہ رکھا گیا تو راقم ہر ماہ ان سے وصول کرتا رہا اور جب پنشن میں اضافہ ہوا تو ماہانہ امداد میں اضافہ کر دیا اور پھر ایسے ’’فنافی ختم نبوۃ‘‘ ہوئے کہ نہ صرف خود ماہانہ امداد کرتے بلکہ اپنے رفقاء سے وصول کرتے، بلکہ قربانی کی کھالیں بھی مجلس کے لئے جمع کرتے، مبلغ کو فون کر کے رسید کٹواتے اور اگر مبلغ کسی وجہ سے نہ پہنچ سکتا تو ملتان منی آرڈر کر دیتے، ان کے فرزند ارجمند جناب عمر زمان جنجوعہ محکمہ فشریز سے ریٹائر ہوئے ہیں، ملازمت کے دوران روڈ ایکسیڈنٹ کی وجہ سے ٹانگوں سے معذور ہو گئے۔ موخرالذکر بھی اپنے والد محترم کی طرح مجلس سے بہت محبت فرماتے ہیں۔ حاجی محمد حسین جنجوعہ ۴؍مئی ۲۰۱۱ء کو رحلت فرما گئے، اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں، آمین۔ راقم آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی تشہیر کے سلسلہ میں یکم اکتوبر رات کو فاروق آباد جامعہ اسلامیہ میں مہمان ہوا تو عمر زمان جنجوعہ کو فون پر بتلایا کہ میں کل آٹھ بجے کے بعد آپ سے آپ کے گھر آکر ملوں گا۔ ۲؍اکتوبر صبح کی نماز کے بعد جامعہ اسلامیہ کی مدنی مسجد میں راقم کا درس ہوا، جس میں کانفرنس میں شرکت کی ترغیب دی گئی۔ کانفرنس ۱۰، ۱۱؍اکتوبر کو ہونا قرار پائی۔ راقم کے درس کے اختتام پر عمر زمان جنجوعہ معذوری کے باوجود کسی نوجوان سے کہہ کر موٹر سائیکل پر تشریف لائے۔ اللہ پاک آپ کو صحت و عافیت سے سرفراز فرمائیں۔ جامعہ اسلامیہ میں آج کل مقامی بچوں کی حفظ کی درسگاہ ہے، اللہ پاک اس کی سابقہ بہاریں دوبارہ عنایت فرمائیں، آمین۔

**مولانا مشرف حسین کی عیادت:** موصوف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخوپورہ کے زعماء میں سے ہیں۔ اگرچہ ظاہری آنکھوں سے محروم ہیں، لیکن دل کے بینا ہیں۔ چند ماہ قبل خاصے علیل رہے۔ جماعت کے ایک زعیم جناب سیّد تجمل حسین کو فون پر عرض کیا تو انہوں نے موصوف کو اطلاع کر دی۔ ان کے مدرسہ جامعہ فریدیہ میں حاضری ہوئی، ان کی عیادت و ملاقات ہوئی۔ جناب چوہدری شفقت بھی تشریف لے آئے۔ کانفرنس میں قافلہ کی صورت میں شرکت کی استدعا کی تو انہوں نے فرمایا کہ حسب سابق بسوں کے قافلے میں نعروں کی گونج میں شریک ہوں گے۔

**کوٹ عبدالمالک:** ضلع شیخوپورہ کا معروف قصبہ ہے۔ ہمارے ایک بہت ہی محسن مولانا محمد انورؒ ہوا کرتے تھے۔ جن کا تذکرہ ایک مضمون کی صورت میں چند ماہ پہلے آچکا ہے، ان کے فرزندان گرامی مولانا محمد اجمل، حبیب اللہ اور فرزند نسبتی قاری عبدالشکور سلمہم کے ہاں جامعہ عثمانیہ میں حاضری ہوئی۔ اشتہارات دیئے اور کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی، نیز مولانا قاری غلام مصطفیٰ مدظلہ جو جامعہ فاروقیہ کے نام سے بنین و بنات کا ادارہ چلا رہے ہیں، ان سے تیس سالہ پرانا تعلق ہے، انہیں شرکت کی دعوت دی، نیز یہ بھی درخواست کی کہ ۴؍اکتوبر کے جمعۃ المبارک کے خطبہ میں احباب کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیں۔ انہوں نے بھی راقم کی معروضات پر صاد کیا۔ ہری پور سے تعلق رکھنے والے جناب عبدالخالق علوی، جو علوی بیرنگ ہاؤس کے نام سے کوٹ عبدالمالک میں دکان چلاتے ہیں انہیں بھی مع رفقاء شرکت کی دعوت دی۔ انہوں نے بھی وعدہ کیا۔

**حافظ محمد ابوبکر مدظلہ کی عیادت:** حافظ محمد ابوبکر مدظلہ بزرگ جماعتی ساتھی ہیں، جیا موسیٰ کی مسجد جامع محمدیہ مسجد کے امام ہیں۔ عرصہ دراز سے بستر علالت پر ہیں۔ کوٹ عبدالمالک سے لاہور

آتے ہوئے چند منٹ ان کے ہاں ٹھہر گئے۔ ان کی عیادت کی اور ان کی مسجد میں ظہر کی نماز کے بعد مختصر بیان کا موقع ملا۔

**متحدہ جمعیت اہلحدیث پاکستان:** کے امیر علامہ ساجد میر سینیٹر ہیں۔ انہیں آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کا دعوت نامہ پیش کرنا تھا، معلوم ہوا کہ موصوف سفر پر ہیں تو ان کے دفتر کے ناظم مولانا عبدالرحیم کو دعوت نامہ دیا۔

۳؍اکتوبر صبح کی نماز کے بعد جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر جناب لیاقت بلوچ کو علامہ ممتاز اعوان کی معیت میں ملے اور کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی جو انہوں نے قبول فرمائی اور کانفرنس میں شریک بھی ہوئے۔ جناب نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ، جناب اوریا مقبول جان سے فون پر بات کی، انہیں دعوت نامہ واٹس ایپ کیا۔

**جسٹس (ر) میاں نذیر اختر سے ملاقات:**

جسٹس ریٹائرڈ میاں نذیر اختر دینی ذوق رکھنے والے دانشور اور قانون دان ہیں، ان سے کم وبیش پچیس سال بعد ملاقات ہوئی، جس کا انہوں نے اظہار بھی فرمایا۔ انہوں نے غازی ممتاز حسین قادری شہید کے کیس کے سلسلہ میں بعض قانون دانوں کی دورنگی چال پر تشویش کا اظہار فرمایا اور بتلایا کہ قانونی نقطۂ نظر سے جو انہوں نے عدالت عظمیٰ کے سامنے دلائل پیش کیے تو انہیں یقین تھا کہ انہیں کسی بھی صورت میں سزائے موت نہیں دی جائے گی۔ لیکن اعلیٰ عدالتوں نے انہیں سزائے موت دینے کی ٹھان رکھی تھی اور انہیں تختہ دار پر لٹکا دیا گیا، جبکہ آسیہ ملعونہ کو انتہائی اعزاز و اکرام کے ساتھ بیرون ملک روانہ کر دیا گیا۔

# چناب نگر کی ڈائری!

**مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی**

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کے اجلاس منعقدہ ۲۷، ۲۸؍ستمبر دفتر مرکزیہ ملتان میں فیصلہ کیا گیا کہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر ۲۳، ۲۴؍اکتوبر کے بجائے ۱۰، ۱۱؍اکتوبر کو ہوگی۔ کانفرنس کی منتظمہ کا اجلاس یکم اکتوبر چناب نگر میں بلالیا گیا۔ چنانچہ یکم اکتوبر ۲۰۱۹ء صبح گیارہ بجے دو درجن سے زائد مبلغین کا اجلاس مرکز ختم نبوت چناب نگر میں ہوا، جس کی صدارت مولانا غلام حسین جھنگ نے کی۔ تلاوت قرآن پاک مولانا خالد عابد مبلغ شیخوپورہ نے کی۔

دو درجن سے زائد مبلغین کے لئے چنیوٹ کے مضافاتی اضلاع فیصل آباد، جھنگ، سرگودھا، حافظ آباد، خوشاب میں ۱۸ حلقے مقرر کیے گئے، جن میں مبلغین کرام کو مطلوبہ تعداد میں اشتہارات، پینا فلیکس، اسٹیکرز دے کر روانہ کیا۔ چنانچہ مبلغین نے ایک ہفتہ پورے علاقوں کا دورہ کیا۔ اشتہارات، پینا فلیکس اور اسٹیکرز لگوائے اور ۸؍اکتوبر بروز منگل شام تک تمام احباب واپس تشریف لے آئے۔

۹؍اکتوبر کو دوبارہ منتظمہ کا اجلاس منعقد ہوا، صدارت مولانا غلام رسول دین پوری نے کی۔ اجلاس میں تمام مبلغین اور جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے اساتذہ کرام نے شرکت کی۔ مہمانانِ خصوصی کے خورد ونوش کا ذمہ دار مفتی ظفر اقبال چیچہ وطنی کو مقرر کیا گیا، جبکہ جامعہ کے اساتذہ کرام مولانا محمد احمد، مولانا الیاس الرحمٰن، ایک اور استاذ معاون مقرر کیے گئے۔ خصوصی مہمانانِ گرامی کے طعام کا تقسیم کنندہ مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا محمد عارف شامی، مولانا شیر عالم کو مقرر کیا گیا اور طلبا کی ایک ٹیم بھی دی گئی۔ عمومی طعام کی نگرانی مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا محمد اویس کوئٹہ، مولانا محمد اقبال میلسوی، مولانا صغیر احمد کے سپرد کی گئی۔

ٹھنڈے پانی کے لئے مولانا تجمل حسین نواب شاہ، قاری عبیدالرحمٰن کو نگران مقرر کیا گیا۔ جنریٹر کا نگران ادارۃ الفرقان شادی پورہ لاہور کے استاذ مولانا قاری سعید احمد، مولانا محمد نعیم مبلغ خوشاب اور مولانا محمد حنیف سیال تھرپارکر سندھ کو مقرر کیا گیا۔ ٹینٹ اور ساؤنڈ سسٹم کا نگران مولانا مختار احمد میرپور خاص سندھ اور مولانا محمد خبیب ٹوبہ ٹیک سنگھ کو مقرر کیا گیا۔

سیکورٹی کے شعبہ کا انچارج مولانا غلام فرید، مولانا قاری عزیز الرحمٰن رحیمی دارالقرآن فیصل آباد کو مقرر کیا گیا جبکہ مانسہرہ مجلس کے نوجوان رضا کار معاون مقرر کیے گئے۔

اسٹیج کا نگران اعلیٰ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا اللہ وسایا کو مقرر کیا گیا۔ مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر اور راقم (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی) معاون

مقرر کئے گئے۔ ظہر سے پہلے کی نشست میں مولانا محمد قاسم رحمانی نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ دوسری نشست ظہر کی نماز کے بعد محمد اسماعیل شجاع آبادی کی ڈیوٹی لگائی گئی اور سرانجام دی۔ عصر کی نماز کے بعد سوال وجواب کی نشست میں حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے تحریری سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے۔

مغرب کی نماز کے بعد مجلس ذکر منعقد ہوئی۔ سلسلہ قادریہ راشدیہ کے مطابق پیر طریقت حضرت مولانا قاضی ارشد الحسینی اٹک نے ذکر کرایا اور مجلس ذکر سے خطاب کیا۔

تیسری نشست حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی نگرانی میں مولانا قاضی احسان احمد کراچی نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔

چوتھی نشست جمعہ سے پہلے اور آخری نشست جمعہ کے بعد منعقد ہوئی، جس میں ہزارہا مسلمانوں نے شرکت کی اور عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے تجدید عہد کا اعلان کیا۔

جمعرات صبح ناشتہ میں حلوہ روٹی، دوپہر کے کھانے میں دال گوشت اور شام کے کھانے میں آلو گوشت سے کانفرنس کے شرکاء کی تواضع کی گئی۔ جمعہ والے دن سینکڑوں دیگ چاول سے مہمانوں کی خدمت کی گئی۔

عام مہمانوں کے لئے بڑے گوشت اور روٹی کا اہتمام کیا گیا، جبکہ مہمانانِ خصوصی اور مقررین و مدعوین کے لئے چھوٹے گوشت کا انتظام کیا گیا۔

عام مہمانوں کے خورد ونوش کی تقسیم کا انتظام پہلی کانفرنس سے استاذ الحفاظ والقراءؒ حضرت مولانا قاری محمد ابراہیمؒ فرمایا کرتے تھے اور تقسیم کے لئے اپنے طلباء کی ٹیم ساتھ لاتے، ان کی وفات کے بعد ان کے جانشین اور فرزند ارجمند جناب قاری ابوبکر سلمہ نے یہ ڈیوٹی سنبھالی ہوئی ہے۔ اللہ پاک انہیں جزائے خیر سے نوازیں، آمین!

**انٹری گیٹ پر استقبالیہ:** اسٹیج کی طرف جانے کے لئے چھوٹے گیٹ پر جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول دین پوری مدظلہ کی سرکردگی میں مبلغین مولانا توصیف احمد حیدرآباد، مولانا خالد عابد مبلغ شیخوپورہ، جامعہ کے استاذ مولانا محمد شاہد کی ڈیوٹی لگائی گئی، جو مہمانانِ گرامی کو انتہائی عزت واحترام کے ساتھ اسٹیج پر پہنچاتے رہے۔

**ٹوکن طعام:** کانفرنس کے نظم کو برقرار رکھنے کے لئے ایک وقت کے کھانے کا ٹوکن دس روپے میں مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان، جامعہ کے استاذ مولانا محمد امین، مانسہرہ داتا سے آنے والے مہمان معظم جناب پروفیسر سیّد شجاعت علی شاہ، ختم نبوت خط وکتابت کورس کے انچارج جناب خالد مبین گجر خان اور راولپنڈی سے محترم حافظ محمد الیاس مہیا فرماتے رہے۔

**مکتبہ مجلس:** عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہر سال ختم نبوت کی کتابیں شائع کراتی ہے اور انہیں انتہائی واجبی قیمت پر احباب کو مہیا کرتی ہے۔ مکتبہ پر مولانا عبدالرشید غازی فیصل آباد، مولانا محمد قاسم سیوطی منڈی بہاؤالدین، مولانا عابد کمال پشاور اور جامعہ کے استاذ مولانا شفیق الرحمن کی ڈیوٹی لگائی گئی۔

**میڈیا سیل:** مولانا عبدالحکیم نعمانی چیچہ وطنی، مولانا عبدالنعیم لاہور، مولانا وسیم اسلم متعین کئے گئے۔ راقم نے بھی ان کا بھرپور تعاون کیا۔

**پارکنگ:** پارکنگ پر مولانا عبدالرزاق مجاہد اوکاڑہ، مفتی خالد میر آزاد کشمیر، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا محمد ساجد بھکر نے بھرپور خدمت کی۔

**اجلاس منتظمہ کانفرنس:** کانفرنس کی منتظمہ کا اجلاس ۹؍اکتوبر نو بجے صبح مرکز میں منعقد ہوا، جس میں مبلغین اور اساتذہ کرام کی مختلف شعبوں میں ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔ اجلاس کی صدارت راقم (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی) نے کی۔

**تلاوت:** مولانا عبدالرزاق مجاہد نے کی۔

اجلاس میں ڈیوٹیوں کے علاوہ قدیم وجدید عمارت کے کمروں کو آنے والے مہمانوں کے حساب سے تقسیم کیا گیا۔

کمرہ ۱: ا دفتر حافظ غلام یاسین، کمرہ ۲: سامان طلباء، کمرہ ۳: مولانا محمد اکرم طوفانی، کمرہ ۴: میڈیا سیل، کمرہ ۵: مولانا محب اللہ لورالائی، کمرہ ۶: حضرت ناظم اعلیٰ دامت برکاتہم، کمرہ ۷: اساتذہ کرام دارالقرآن فیصل آباد، کمرہ ۸: علماء کرام اسلام آباد، کمرہ ۹: علماء کرام راولپنڈی، کمرہ ۱۰: چکوال و جہلم، کمرہ ۱۱: بہاولپور، کمرہ ۱۲: ملتان، کہروڑپکا، کمرہ ۱۳، ۱۴: خصوصی طعام گاہ، کمرہ ۱۵: مبلغین مجلس۔

**بالائی منزل کے کمرہ جات:** کمرہ ۱: اوکاڑہ، کمرہ ۲: سیکورٹی احباب مانسہرہ عبدالرؤف مرحوم، کمرہ ۳: شیخوپورہ، کمرہ ۴: باگڑ سرگانہ خانیوال، کمرہ ۵: حافظ آباد، کمرہ ۶: اٹک، کمرہ ۷: داتا و مانسہرہ، کمرہ ۸: خان پور رحیم یار خان، کمرہ ۹: ڈیرہ اسماعیل خان، بھکر، کمرہ ۱۰: بنوں، کمرہ ۱۱: لودھراں، کمرہ ۱۲: لاڑکانہ سندھ، کمرہ ۱۳: لیہ، مظفرآباد، کمرہ ۱۴: گڑھی حبیب اللہ ہزارہ۔

**مکانات اساتذہ کرام:**

مکان شمال مشرق: حضرت اقدس سائیں عبدالمجیب صاحب پیر شریف سندھ، لیکن سائیں تشریف نہ لاسکے۔ مکان شمال مغرب: سکھر، مکان جنوب مشرق: رحیم یار خان، مکان جنوب مغرب: حاصل پور۔

**درسگاہیں:**

درسگاہ مشرق: لاہور، درسگاہ مغرب: قصور۔

**مکانات اساتذہ کرام (جدید):**

مکان مولانا صغیر احمد: حضرت صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ، مکان مولانا شفیق الرحمٰن: احباب پشاور، مکان مولانا محمد شاہد: حضرت اقدس میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ، حضرت اقدس مولانا سیّد جاوید حسین شاہ مدظلہ، مکان مولانا محمد امین: احباب کراچی، مکان مولانا الیاس الرحمٰن: حضرت اقدس پیر ناصرالدین خاکوانی مدظلہ، حضرت اقدس صاحبزادہ عزیز احمد، مکان مولانا محمد احمد: خورد و نوش مہمانانِ خصوصی، مکان مولانا غلام مصطفیٰ: ضلعی انتظامیہ حکومت پنجاب۔

**کمرہ جات مدرسہ جدید:**

کمرہ ۱: مکتبہ مجلس، کمرہ ۲: احباب سندھ، کمرہ ۳: احبابِ کراچی، کمرہ ۴، ۵، ۶: ڈسپنسری وغیرہ، کمرہ ۷: بہاولنگر، کمرہ ۸: ٹوبہ ٹیک سنگھ، کمرہ ۹: گمبٹ، نواب شاہ سندھ، کمرہ ۱۰: جامعہ باب العلوم کہروڑپکا، کمرہ ۱۱: مردان، نوشہرہ، کمرہ ۱۲: اسٹور، کمرہ ۱۳: ڈیرہ غازی خان، کمرہ ۱۴، ۱۵: رحیم یار خان، کمرہ ۱۶: گجرات، منڈی بہاؤالدین، کمرہ ۱۷: ساہیوال۔

**بالائی منزل مشرقی ومغربی:**

بالائی منزل جو اٹھارہ کمروں پر مشتمل ہے، الحمدللہ! ملک بھر سے آئے مہمانوں کے دو دن تک زیر استعمال رہی۔ تمام کمرے اٹیچ باتھ روم ہیں بلکہ اٹیچ باتھ کے ساتھ ساتھ کموڈ کی سہولت بھی میسر ہے۔ یہ تمام کمرہ جات بہترین آرام گاہیں ثابت ہوئیں، جن میں ملک بھر سے آئے ہوئے علماء کرام اور مشائخ عظام اور مہمانانِ گرامی نے آرام کیا۔ تمام تر کمرہ جات، برآمدہ جات، مسجد کا صحن، قرب وجوار کے خالی پلاٹ رات کو مہمانوں کے لئے باعث استراحت ہوئے بلکہ دریا سے اترتے ہی ایک خوبصورت پارک بنایا گیا ہے۔ مسجد کے جنوبی طرف بنوری پارک، جہاں عامۃ المسلمین کو کھانا کھلایا جاتا ہے، تنگیٔ داماں کی شکایت کررہے تھے۔

**مولانا مفتی محمد حسن کا درس:** ۱۰/اکتوبر صبح کی نماز کے بعد استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ نے حاضرین و سامعین کو نصیحتیں فرمائیں۔

**کانفرنس کا آغاز:** کانفرنس کا آغاز خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ کی دعا سے ہوا۔ پہلی نشست ۱۰/اکتوبر ۱۰ بجے صبح کو شروع ہوئی، جس کی صدارت بھی صاحبزادہ خلیل احمد نے کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم نے کانفرنس کا پس منظر، اہداف، اکابرین مجلس کی لازوال قربانیوں پر سیر حاصل بحث کی اور کانفرنس کے شرکاء سے عہد لیا کہ وہ تاحیات عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانیت کا پُر امن طریقہ سے بھرپور تعاقب جاری رکھیں گے۔

حضرت ناظم اعلیٰ مدظلہ کے بعد مرکزی جامع مسجد مانسہرہ کے خطیب مولانا مفتی وقار احمد عثمان، بوڑھے جرنیل ختم نبوت مولانا ضیاء الدین آزاد ماموں کانجن، مولانا محمد خبیب مبلغ ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، مولانا محمد ساجد بھکر، مولانا مہتاب احمد متعلم دورۂ حدیث شریف، چونڈہ ضلع سیالکوٹ کے مرد مجاہد مولانا قاری محمد انور انصر، مولانا غلام حسین مبلغ جھنگ، مولانا عبدالحکیم نعمانی مبلغ ساہیوال ڈویژن اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے پہلی نشست سے خطاب کیا۔

موخر الذکر نے اپنے خطاب میں امام مہدی علیہ الرضوان کے ورود، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر تفصیلاً گفتگو کی، مرزا قادیانی کے دعویٰ مہدویت و مسیحیت کا پوسٹ مارٹم کیا، دونوں کی علامات بیان کیں اور مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کے تارو پود بکھیرے۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض بہاولنگر کے مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی نے سر انجام دیئے اور یہ نشست مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

**دوسری نشست بعد نماز ظہر:** اس نشست کی صدارت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نے کی، جبکہ تلاوت قرآن پاک کی سعادت قاری محمد داؤد نقشبندی لاہور نے حاصل کی، نعت حافظ امتیاز احمد ملنگ چارسدہ نے پشتو اور اردو میں پیش کیں۔ اس نشست سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا محمد طارق معاویہ راولپنڈی، مولانا محمد خالد عابد شیخوپورہ کے علاوہ قاری جمیل احمد بندھانی سکھر، مولانا مفتی محمد دین چیئرمین یونین کونسل ٹل پشاور، مولانا مفتی ذکاء اللہ ساہیوال، مولانا محمد ایوب خان ڈسکہ، مولانا محمد انیس امیر مجلس نواب شاہ، صاحبزادہ مبشر محمود فیصل آباد، مولانا عبدالرؤف

چشتی خطیب اعظم اوکاڑہ، قاری جمیل الرحمٰن اختر سرپرست مجلس لاہور نے خطاب فرمایا۔ اختتامی دعا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ نے کرائی۔

**سوال وجواب کی نشست:** عصر کی نماز کے بعد سوال و جواب کی نشست منعقد ہوئی، حسب سابق شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے سوالات کے جوابات دے کر محفل کو کشت زعفران بنادیا۔

**مجلس ذکر:** خانقاہ زاہدیہ اٹک کے سجادہ نشین مولانا قاضی راشد الحسینی مدظلہ نے سلسلۂ قادریہ راشدیہ کے مطابق ذکر کرایا اور اس سے پہلے ذکر خداوندی کے فضائل ومناقب پر بیان بھی فرمایا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض محمد اسماعیل شجاع آبادی (راقم) نے سرانجام دیئے (بعد نماز ظہر کی نشست کے)۔

**تیسری نشست:** ۱۰؍اکتوبر ۲۰۱۹ء بعد نماز عشاء کی صدارت مولانا ڈاکٹر سعید اسکندر ابن امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے کی۔ اس نشست سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صوبائی مسئول مولانا قاضی عبدالرشید راولپنڈی، مولانا قاضی مشتاق الرحمٰن امیر مجلس راولپنڈی، مولانا رضوان عزیز استاذ جامعہ ختم نبوت چناب نگر، مولانا نور محمد ہزاروی امیر مجلس سرگودھا، خانقاہ تونسہ شریف کے چشم وچراغ جناب خواجہ مدثر محمود، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی ناظم نشر واشاعت مجلس لاہور، مولانا ڈاکٹر سعید اسکندر کراچی، مولانا عبدالمجید فاروقی شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ شرف الاسلام چوک سرور شہید مظفر گڑھ، نبیرۂ امیر شریعت جناب سیّد کفیل بخاری، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مردان کے امیر اور پشتو زبان کے قادرالکلام خطیب مولانا قاری اکرام الحق، جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر جناب لیاقت بلوچ لاہور، مرکزی جمعیت اہلحدیث کے راہنما مولانا سیّد ضیاء اللہ شاہ بخاری ساہیوال، مولانا صاحبزادہ محمد امجد خان مرکزی نائب ناظم جمعیت علماء اسلام، حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مرکزی نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، انجمن خدام الدین لاہور کے امیر مولانا میاں محمد اجمل قادری نے خطاب فرمایا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا قاضی احسان احمد مرکزی مبلغ کراچی نے سرانجام دیئے۔

یہ نشست رات گئے تک جاری رہی۔ خطباء و مقررین نے اپنے اپنے انداز میں قادیانیت کو للکارا اور سامعین سے عہد لیا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تن، من، دھن کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے اور ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی یاد تازہ کردیں گے۔ اسٹیج اتحاد بین المسلمین کا عظیم منظر پیش کررہا تھا اور یہ نشست مولانا میاں محمد اجمل قادری کی دعا سے اختتام پذیر ہوئی۔

۱۱؍اکتوبر صبح کی نماز کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور صدر المدرسین جامعہ باب العلوم کہروڑپکا نے درس ارشاد فرمایا۔ آپ نے اپنے درس میں قادیانیوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا کہ مرزا قادیانی امانت، دیانت، شرافت اور علم وعمل کے معیار پر پورا نہیں اترتا، وہ نبی تو درکنار ایک شریف انسان بھی نہیں ہوسکتا۔

**چوتھی نشست قبل از نماز جمعہ:** اجلاس کی صدارت خواجہ خواجگانؒ کے خلیفہ حضرت مولانا محبّ اللہ لورالائی نے کی۔ اس نشست سے جناب ڈاکٹر دین محمد فریدی بھکر، مبلغین ختم نبوت مولانا محمد اویس کوئٹہ، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا خورشید عادل پشاور، مولانا مختار احمد مبلغ میرپور خاص کے علاوہ قندہاری مسجد کوئٹہ کے خطیب مولانا مفتی محمد احمد، بنوں مجلس کے امیر مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی، مجلس سرائے نورنگ کے ناظم مالیات وہردل عزیز شخصیت مولانا محمد ابراہیم ادہمی، لاڑکانہ کے امیر مولانا مسعود احمد سومرو، لاہور مجلس کے امیر مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ، پشاور مجلس کے امیر مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے پشتو اور اردو زبان میں خطاب فرمایا، جبکہ اس اجلاس کے آخری خطیب شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ تھے جنہوں نے اپنی گرجدار آواز سے حکمرانوں کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلامیان پاکستان تمہارے اللے تللے اور مظالم برداشت کرسکتے ہیں لیکن آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور ناموس رسالت کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کرسکتے۔

**مدرسہ کے فضلاء کی دستار بندی:** اس نشست کے آخر میں دورۂ حدیث شریف سے فارغ ہونے والے بیس علماء کرام، تخصص فی ختم النبوۃ وفی الافتاء سے فارغ ہونے والے ۱۲ علماء کرام، حفظ وگردان مکمل کرنے والے ۲۴ حفاظ و قرأ کی دستار بندی کی گئی۔ اکابر علماء کرام، مشائخ عظام حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی، حضرت صاحبزادہ خلیل احمد، حضرت صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا محبّ اللہ لورالائی، مولانا خلیل اللہ رحیم یار خان، مولانا مفتی محمد حسن، مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی سمیت کئی ایک اکابر نے اس عمل میں حصہ لیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا

قاضی احسان احمد، مولانا قاسم رحمانی، مولانا خبیب احمد نے سرانجام دیئے۔

**آخری نشست:** ۱۱/اکتوبر جمعہ کی نماز کے بعد منعقد ہوئی۔ خطبہ جمعہ اور امامت کے فرائض صاحبزادہ خلیل احمد خانقاہ سراجیہ نے سرانجام دیئے۔ آخری نشست کی صدارت نائب امیر مرکزیہ حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم نے کی جبکہ تلاوت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کے امیر استاذ الحفاظ و القراءٗ قاری مشتاق احمد نے کی۔

سیّد امین شاہ چارسدہ اور سیّد سلمان گیلانی لاہور نے نعت ونظم سے مجمع کو گرمایا۔ قراردادیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے پیش کیں۔ عالمی اتحاد اہلسنت پاکستان کے امیر مولانا محمد الیاس گھمن، علامہ اویس نورانی راہنما جمعیت علماء پاکستان، معروف پیر طریقت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ نے خطاب فرمایا۔

آخری خطاب مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم نے فرمایا۔ آپ نے خطبۂ مسنونہ کے بعد اتنا عظیم اجتماع منعقد کرنے پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو مبارکباد پیش کی اور فرمایا کہ دو روز سے ہر مقرر نے اپنے زاویہ نگاہ سے آپ حضرات کو حالات سے آگاہ کیا۔ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے کارپردازان کا ممنون ہوں کہ انہوں نے حسب سابق اس مبارک مجلس میں مجھے شرکت کی سعادت بخشی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جو عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے محاذ پر عظیم الشان خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ اس کا پوری امت پر احسان ہے۔ یہ ختم نبوت کی سرحدوں کے چوکیدار ہیں۔ ظاہری اور مادی اسباب زیادہ نہ ہونے کے باوجود پوری امت کو بیدار کرنے کا فرض سرانجام دے رہے ہیں۔

ساری دنیا مجھے کہتی ہے کہ آپ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی بات کیوں کرتے ہیں؟ پاکستان کا مذہبی طبقہ جو اس حوالہ سے ہمیشہ حساس رہا ہے۔ اس حکومت کے آنے سے قادیانی شورش میں اضافہ ہوگیا ہے۔ اگر جمہوریت کی بات ہو تو جمہوری اور سیاسی جماعتیں جمہوریت کی بات کرتی ہیں۔ انسانی حقوق کا سوال ہو تو سول سوسائٹی میدان میں نکلتی ہے۔ پاکستان کے ۲۲ کروڑ انسانوں میں مذہبی حلقہ اگرچہ سیاست سے زیادہ وابستہ نہ ہو، لیکن مجموعی طور پر اسے تشویش لاحق ہوتی ہے کہ پاکستان میں اس حساس مسئلہ کو کیوں خطرات لاحق ہیں؟ اس لئے وہ ان ترجیحات سے متعلق ہم سے توقع کرتے ہیں اور ہمیں بھی توقع ہے کہ آپ بھی ہمارا ساتھ دیں۔ ہم نے ملک بھر میں پندرہ ملین مارچ کئے۔

نومبر ۲۰۱۸ء میں پہلا ملین مارچ کراچی میں کیا، تو اس کا سبب ناموس رسالت کا مسئلہ تھا کہ حکومت نے بیرونی دباؤ پر ایک گستاخ رسول ملعونہ کو رہا کر کے اس کے پسندیدہ ملک میں بھیج دیا۔ عدالت عظمیٰ نے ایک گھنٹہ میں تمام دلائل رد کردیئے۔ کون کون سے مالیاتی اداروں نے آسیہ ملعونہ کی رہائی کی شرط لگائی! ہم نے وہی بات کی جو ہمارا آئین کہتا ہے۔ ہمارے آئین میں گستاخ رسول کی سزا سزائے موت ہے، یہ ایک آئینی مسئلہ ہے۔

پاکستان کی پارلیمنٹ نے ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ جب آئین کے تحفظ کے سلسلہ میں دوسری باتیں ہوتی ہیں تو ان آئینی مسائل کے تحفظ کی بات کیوں نہ ہو؟ عقیدۂ ختم نبوت اور دین لاوارث نہیں۔ ہم اس کے وارث ہیں، (نعروں کی گونج)۔

جب ہم نے ۲۷/اکتوبر کو آزادی مارچ کا اعلان کیا تو ہمیں معلوم ہے کہ کہاں کہاں زلزلہ بپا ہے، دو قومیں از حد پریشان ہیں، ایک اسرائیل اور دوسرے قادیانی۔

مولانا نے فرمایا کہ ۱۹۹۳ء میں اخبارات نے لکھا کہ ۲۰۲۰ء میں اسرائیل کا نیٹ ورک ساؤتھ ایشیا میں پھیل جائے گا اور اس مقصد کے لئے ایک کرکٹر عمران خان کو چنا گیا ہے۔ قادیانی جماعت کے سربراہ نے غیر مسلم اقلیت والی آئینی ترمیم کے خاتمہ کی بات کی۔ ان حالات میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام سے کہتا ہوں کہ میں کسی مسلک کا ترجمان نہیں بلکہ پورے دین کا ترجمان ہوں، پوری امت کی ترجمانی کرتا ہوں۔ میں نے پارلیمنٹ میں بھی کہا کہ میں پوری قوم اور مذہبی دنیا کا نمائندہ ہوں۔ ہماری تحریک قومی تحریک ہے، ہم پاکستان کے خلاف سازشوں کا مقابلہ کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

ایک اعتراض ہم پر یہ کیا جاتا ہے کہ یہ معصوم طلبا کو استعمال کریں گے۔ ایک طالب علم ووٹ دے سکتا ہے تو وہ قومی اور دینی تحریک کا حصہ کیوں نہیں بن سکتا۔ مولانا فضل الرحمٰن نے دیگر قومی و ملی مسائل پر بھی تفصیلی گفتگو فرمائی، یہاں صرف عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت سے متعلق ان کے جملے تحریر کئے جاسکتے ہیں۔ کانفرنس مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ ☆☆☆

# نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ!

## تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تحریری بیان

قسط:۱۸

معزز عدالت! یہ بہت ہی کم باتیں ہیں جو عدالت کے سامنے آسکی ہیں۔ اگر احرار لیڈر یا ورکر جیلوں سے باہر ہوتے تو سو گنا زیادہ معلومات اور مواد عدالت کے سامنے پیش کیا جاسکتا تھا، جس کو مرزائیوں کی خرمستیاں کہا جاتا یا خطرناک حالات کا پیش خیمہ قرار دیا جاتا۔ معزز عدالت! اگر مندرجہ بالا حالات وواقعات درست ہیں، جب کہ یقین ہے تو ان کے ساتھ اگر ذرا سی ترقی اور ہو جائے جس کے لئے مرزائی ہمیشہ کوشاں رہے، مثلاً یہ کہ فوج کا اعلیٰ افسر مرزائی ہو۔ مرکزی حکومت میں اتنا اثر ہو کہ کسی مرزائی اسکیم کو دبانے کی کوشش نہ کرنے دی جائے۔ پھر ربوہ کے دارالخلافہ سے کسی آزاد ریاست کا مطالبہ کیا جائے اور نہ ماننے کی شکل میں مسلح بغاوت اور ربوہ کے اردگرد قبضہ کرلیا جائے۔ ادھر فوراً انگریز اور امریکہ مداخلت کر کے جنگ بند کر دیں اور بعد میں ربوہ کو آزاد اسٹیٹ تسلیم کرلیا جائے۔ فلسطین کی یہودی حکومت کو جب فوراً تسلیم کیا جاسکتا ہے تو ربوہ کی مرزائی حکومت تسلیم کرنے میں کون سا امر مانع ہے یا خطرناک حالات میں مرزائی عناصر خلیفہ کے حکم سے ہندوستان کے حق میں انقلاب پیدا کر دیں اور عین حالت جنگ میں ان کا ساتھ دے کر خدا کی مشیت کو پورا کر کے قادیان اسٹیٹ حاصل کریں تو مندرجہ بالا حالات اور مرزائیوں کے بیانات کی روشنی میں یہ ناممکن نہیں۔

اور اگر حساس مسلمان ان حالات کو دیکھ کر مضطرب و پریشان ہوں تو ان کی یہ پریشانی بالکل حق بجانب ہوگی اور اگر ان امور میں سے کسی کا اندیشہ نہ ہو لیکن وہ دن بدن بڑھتے ہوئے اقتدار کی وجہ سے انتہائی کردیں کہ بقول خلیفہ واقعی مسلمان، احمدی بنے کے سوا چارہ نہ دیکھیں یا مرزائیوں کو کافر کہنا اور ان کی کافرانہ تبلیغ کے مقابلہ میں سرکاری طور سے مسلمانوں کی تبلیغ بند کردی جائے تو کیا یہ کم حادثہ ہوتا؟ جس سے کروڑوں مسلمانوں میں غم وغصہ اور اضطراب کی لہر دوڑ جاتی جو پاکستان کے استحکام کے لئے کسی طرح مفید نہیں ہوسکتا تھا اور آج جب کہ مسلمان اور مرزائی کا سوال پیدا کرنا یا ان کو چیف سیکرٹری جیسے بزرگ کے ہاں قوم میں تفریق پیدا کرنا سماج دشمنی ہے تو یہ کوئی بعید امر نہ تھا کہ کل معمولی طور پر چند اور آدمیوں کے ہمنوا کرنے کے بعد مرزائیوں کو کافر کہنے پر پابندی لگ جاتی۔ اس وقت پھر ملک میں ہیجان ہوتا۔ تعجب ہے کہ چیف سیکرٹری جیسے بزرگوں کو یہ امر کہ مرزا قادیانی اور خلیفہ چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر کہیں، ظفر اللہ خاں قائد اعظم کا جنازہ نہ پڑھے اور حکومت پاکستان کو کافر حکومت کہے تو یہ سماج دشمنی نہ ہو اور ان کے خلاف وہ کوئی رپورٹ مرتب نہ کریں۔ لیکن مرزائیوں کو اگر مسلمان کافر کہیں اور ان کے کافرانہ عقائد اور غلط عزائم سے اہل ملک اور حکومت کو آگاہ کریں تو یہ سماج دشمنی ہو اور وہ جماعت گردن زدنی ہو جو ایسا کرے۔

### خلاصہ کلام:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ پاکستان بننے کے بعد مرزائیوں کا پاکستان میں مطمئن ہو کر من مانی کارروائیاں کرتے رہنے کے لئے جس کی ان کو عادت تھی: ان کو دو باتوں کی ضرورت تھی، اسلامی آئین اور علمائے دین نیز اپنے مخالف احرار کو ختم کرنے کی، دوسرے اقتدار حاصل کرنے کی۔ اوّل الذکر ارادے نے تمام اہل اسلام اور عامۃ المسلمین کو چوکنا کر دیا اور خواہش اقتدار نے دوسرے پڑھے لکھے دفتری مسلمانوں کو متنبہ کیا۔ کیونکہ اقتدار کی خواہش میں جہاں جہاں مرزائی بس چلتا، مسلمان کو پیچھے دھکیل کر کے جونیئر مرزائی کو آگے لایا جاتا۔ عام اہل اسلام نے مرزائیوں کی اس پالیسی کو بچشم خود دیکھ کر خطرہ محسوس کیا۔ مرزائیوں کو اپنی من مانی کارروائیاں کرنے کے لئے اپنے اور مسلمانوں کے درمیان انتہائی بعد کی وجہ سے کسی نہ کسی بیرونی طاقت کی پشتیبانی بھی ضروری ہے۔ اس سے بھی مسلمان خطرہ محسوس کرتے ہیں۔

بہرحال! مسلمانوں نے اس امر کو بری طرح محسوس کیا کہ ایک خارج از اسلام فرقہ جو مسلمانوں سے انتہائی تعصب رکھتا ہے دن بدن حکومت کی کلیدی آسامیوں اور مسلم حقوق پر قابض ہوتا جارہا ہے اور اس قبضہ سے وہ اپنے فرقہ کے لئے خاص مواد حاصل کرنا چاہتے ہیں، جیسا کہ خلیفہ کے اعلان میں ہے۔ اس صورتحال کا آخری اور لازمی نتیجہ یہ

ہے کہ پاکستان پر مرزائیوں کا اقتدار قائم ہو جائے۔

اگر اس کی روک تھام نہ کی گئی گویا عام مسلمان نے اس چھوٹی سی جماعت کے ہاتھوں اس کے نئے اور پرانے ناجائز ذرائع کی وجہ سے اپنے حقوق کے لئے زبردست خطرہ محسوس کیا اور وہ یہ بھی سمجھے کہ اس طرح مذہب اسلام کو بھی ناقابل برداشت نقصان پہنچے گا۔ پھر مرزائی اقتدار اپنے بقاودوام کے لئے یقیناً غیر ملکی طاقتوں کی پناہ لے گا۔ جو ہر شکل میں ملک وملت کے لئے تباہ کن ہے۔

## مسلمانوں اور مرزائیوں کے نظریئے:

مرزائی فریق نے اپنی جارحانہ تبلیغ اور پارٹی کو من مانی کارروائیاں کرنے نیز حصول اقتدار کے لئے مندرجہ بالا طریقہ اختیار کیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسے حالات پیدا کئے جائیں جس سے مرزائیت کے مخالف گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائیں۔ جیسا کہ مرزا محمود کی تقریر سے واضح ہوتا ہے اور یہ حالات تب ہی پیدا ہو سکتے ہیں جب کہ مرزائیوں کے توسط کے بغیر مسلمانوں پر ملازمتوں اور روزگار کے دروازے بند ہو جائیں۔ سرکاری اقتدار کے ذریعہ مسلمانوں کو دبا دیا جائے۔ کوئی محکمہ، کوئی سیکرٹری، کوئی وزیر، مرزائیوں کی ریشہ دوانیوں اور کفر انگیزیوں کے خلاف آواز بلند کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

اس کے بالمقابل مسلمانوں نے اپنے مذہب اپنے حقوق اور پاکستان کو خطرات سے بچانے کے لئے جو پروگرام مرتب کیا اگر غور وانصاف سے دیکھا جائے تو اس سے بہتر پرامن اور بے ضرر کوئی دوسرا حل نہیں ہو سکتا وہ حل یہ تھا:

۱...... مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ان کو ان کی آبادی کے لحاظ سے حقوق دیئے جائیں۔ ظاہر ہے کہ اس میں مرزائیوں کے حقوق پر حملہ نہیں ہے بلکہ دنیا بھر کے جمہوری اصول کے عین مطابق ان کو آبادی کے لحاظ سے حقوق دیئے جانے پر رضامندی کا اظہار ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس مطالبہ میں مرزائیوں کے دست برد سے اپنے حقوق کو بچانے کی کوشش کی گئی ہے۔

اگر آج کی جمہوری دنیا میں کسی اقلیت کو اپنے حقوق متعین کرنے کے مطالبہ کا حق ہے تو جب ۹۹ فیصدی اکثریت کے حقوق ایک فیصدی اقلیت کے ہاتھوں تلف ہو رہے ہوں تو اکثریت کو اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے تعین حقوق کے لئے کیونکر مطالبہ کرنا حرام ہوگا؟ ملک میں پہلے بھی دوسری اقلیتیں موجود ہیں۔ ان کا اقلیت ہونا ملک وملت کے لئے کسی طرح نقصان دہ نہیں اور نہ حقوق کی کشمکش پیدا ہوتی ہے۔ رہا غیر مسلم اقلیت قرار دینا تو یہ امر ظاہر ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے فرزند خلیفہ ربوہ کی تعلیمات کی رو سے تمام مسلمان قطعی کافر ہیں جو مرزا قادیانی کو جھوٹا سمجھتے ہیں اور مرزا قادیانی کو دعویٰ مسیحیت میں سارے ہی مسلمان جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ دوسری طرف تمام علمائے دین کا اسلامی تعلیم کی روشنی میں متفقہ فیصلہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیرو دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ جب عبادات، معاملات نکاح بھی علیحدہ ہوں، عقائد میں زمین وآسمان کا فرق ہو اور دونوں فریق ایک دوسرے کو کافر کہیں تو پھر ان کو ایک ہی رسی میں باندھنا، ایک جیسا مسلمان قرار دینا، ایک کے حقوق پر دوسرے کو قابض کرنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے اور اس صورت میں مرزائیوں کو کیوں زبردستی مسلمانوں میں گھسیڑا جا رہا ہے؟ اگر مرزا یا مرزائی مسلمانوں کو کافر نہ بھی کہتے، لیکن مرزائی عقائد وتعلیمات کی وجہ سے جب تمام اہل اسلام ان کو کافر کہتے اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں، جس میں تمام اسلامی فرقے متفق ہیں، مشرق سے مغرب تک کے علماء کا اتفاق ہے تو حکومت کو کیوں اصرار ہے کہ وہ غیر مسلم نہیں ہیں یا ضرور مسلمان ہیں؟

ایک گواہ نے نہایت سادگی سے یہ کہا کہ یہ حکومت کا کام نہیں کہ وہ فیصلہ کرے کہ کون مسلمان ہے؟ کون نہیں۔ اگر حکومت کا کام نہیں ہے تو علماء دین تو فیصلہ دے چکے ہیں، اس کو نافذ کرو۔ تعجب ہے کہ حکومت اسلامی کہلائے، نام اسلامیہ جمہوریہ پاکستان تجویز کرے، اعلان یہ ہو کہ قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون نہ بن سکے گا، جب یہ مسلمان اور غیر مسلمان کا فیصلہ نہیں کر سکتی تو اسلامی آئین اور غیر اسلامی آئین میں کس طرح تمیز کرے گی؟ اگر اسلامی حدود وقوانین کی تعیین اسے کرنی ہے تو مسلمان اور غیر مسلمان ہونے کا فیصلہ بھی اس کو لازماً کرنا ہوگا۔ اگر مراد یہ ہو کہ یہ فیصلہ کرنا عدالت کا کام ہے تو عدالت کا فیصلہ بھی تو حکومت کا فیصلہ ہے۔ پھر عدالت سے فیصلہ کرا کے حکمت عملی مرتب کرے۔ عدالت بھی اس امر کا فیصلہ اسی روشنی میں کریں گے کہ آنحضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے منقول دین اسلام کی روشنی میں کون مسلمان ہے اور کون نہیں؟ بلا آخر اسی مفہوم سے متفق ہونا پڑے گا جو مفہوم منقول دین اسلام کا صحابہ ؓ سے لے کر آخر تک خیرالقرون نے سمجھا اور جو مفسرین، محدثین، ائمہ دین اور مجددین نے محفوظ کر کے پچھلے لوگوں کے حوالہ کیا۔ اسلامی تاریخ میں شاہی درباروں میں ایک ایک آدمی کے کسی عقیدہ کے سلسلہ میں بھی علماء نے بحث کر کے کفر یا اسلام کے فیصلہ صادر کئے ہیں اور حکومت نے ان کو نافذ کیا ہے اور ہمارے ذمہ دار حضرات اتنے اہم معاملہ سے پہلو تہی کر کے قوم کو مصیبت میں مبتلا کریں۔ حالانکہ قوم کے دین وایمان کی حفاظت اسلامی حکومت کا اپنا فرض ہے۔

(جاری ہے)

## بقیہ: اداریہ

دوسری طرف جب پاکستان کا وزیراعظم کہے گا کہ مودی الیکشن میں کامیاب ہوجائے گا تو کشمیر کا مسئلہ حل ہوجائے گا، جب کہ اس مودی نے اپنے منشور میں لکھا ہوا تھا اور بار بار کہہ رہا تھا کہ اگر مجھے دوتہائی اکثریت مل گئی تو جموں وکشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کردوں گا اور اس کو انڈیا میں ضم کردوں گا اور اس نے الیکشن میں کامیابی کے بعد اس کی خصوصی حیثیت ختم کردی، تو قوم کو بتایا جائے کہ کیا یہی کشمیر کے مسئلہ کا حل ہے جس کی پاکستانی وزیراعظم نوید دے رہے تھے؟ اگر یہی حل ہے تو پھر کشمیری عوام کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کا کیا معنی ہے؟ یا یہی معنی ہے کہ مقبوضہ کشمیر انڈیا کا حصہ ہے، ہم نے اس سے ہاتھ اُٹھالئے ہیں اور اب کشمیری عوام انڈیا کے شہری ہیں اور انڈیا بس اتنا کرے کہ ان پر سے کرفیو اٹھادے اور ان کو رہن سہن اور کاروبار کی اجازت دے۔ اگر یہی مطلب ہے تو کیا یہ ۷۲ سالہ پاکستانی موقف کے سراسر خلاف نہیں؟ کیا یہ کشمیری عوام کی امنگوں کے خلاف موقف نہیں؟

اب کشمیر پر تو یہ صورت حال ہے کہ پوری قوم اپنے کشمیری بھائیوں پر ڈھائے جانے والے ظلم وستم کے خلاف سراپا احتجاج ہے، لیکن ہماری پاکستانی حکومت انڈیا کے ساتھ کرتار پورہ بارڈر کھولنے کی طرف گامزن ہے، بلکہ ۹ رنومبر ۲۰۱۹ء کو بارڈر کھولنے کا افتتاح بھی کررہی ہے، پہلے کہا جارہا تھا کہ یہ بارڈر صرف سکھوں کے مقدس مقامات تک آنے جانے کے لئے استعمال ہوگا، لیکن اب جس معاہدے پر دستخط ہوئے ہیں، اس میں یہ تحریر ہے کہ تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والے انڈین کرتارپور راہداری سے آجاسکیں گے، گویا وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا کہ سکھوں کی آڑ میں دراصل قادیانیوں کو نوازا جارہا ہے، کیونکہ اس راستہ پر قادیان بہت قریب پڑجاتا ہے۔ علامہ اقبالؒ کے بقول ’’قادیانی اکھنڈ بھارت کے قائل ہیں‘‘ اور شروع دن سے یہ پاکستان کے خلاف اور پوری دنیا میں پاکستانی قوم اور حکومت کے خلاف مشکلات کھڑی کرتے آئے ہیں، ان حالات میں بھی ان کے لئے راہداری کھولنا یہ قادیانیت نوازی نہیں تو اور کیا ہے؟ معلوم یوں ہوتا ہے کہ امریکی صدر ٹرمپ نے بھارتی وزیراعظم مودی اور پاکستانی وزیراعظم جناب عمران خان صاحب کو ڈیوٹی پر لگایا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی بھی کرتے رہیں اور میرے احکامات پر عمل بھی کرتے رہیں، اس لئے کہ آج کل امریکہ بہادر قادیانیوں کے لئے بڑی نوازشات کررہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو پاکستانی قوم کو سوچنا چاہیے کہ یہ پاکستان اور پاکستانی قوم کے ساتھ کیا کھلواڑ کیا جارہا ہے۔

آج امریکہ، انڈیا اور اسرائیل تینوں ممالک مسلم دشمنی میں سب سے آگے ہیں اور تینوں مل کر ہمارے ملک کی اقتصاد، معیشت، امن وامان اور کشمیری مسلمانوں کی جدوجہد آزادی کو خراب اور ضائع کرنے پر متفق ہیں اور ہماری حکومت ہے کہ ان کے بنائے گئے مذموم مقاصد کو سمجھنے سے شاید قاصر ہے۔

.................................................................

اس حکومت نے جس طرح آسیہ ملعونہ سمیت تین مجرموں کو جیلوں سے آزاد کراکے باہر ملک بھیجا ہے، اسی طرح اس حکومت نے یہ بھی کوشش کی تھی اور اب بھی اس کا خطرہ ہے کہ ناموسِ رسالت اور ختم نبوت کے تحفظ کے قانون کو غیرمؤثر کردیا جائے۔ اولین کوششوں میں اس کے لئے انہوں نے سینیٹ میں بل بھی پیش کردیا تھا، مگر سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری صاحب کے بروقت اقدام اور ڈٹ جانے کی وجہ سے انہیں وہ بل واپس لینا پڑا۔

اب سنا ہے کہ حکومت مدارس اور اسکولوں کے یکساں نصاب بنانے کے خوش کن منصوبہ پر عمل پیرا ہے۔ نیا نصابِ تعلیم مرتب ہورہا ہے، اور لگ یوں رہا ہے کہ یہ سب کچھ بھی بیرونی ایجنڈے اور ان کے حکم پر ہی ہورہا ہوگا اور شنید یہ بھی ہے کہ نصاب مرتب کرنے والوں میں اکثریت غیرعلماء کی ہے، تو بتایا جائے کہ یہ کیسا نصاب ہوگا؟ اور کیا یہ اسلامی معاشرہ کے تقاضوں کو پورا کرے گا؟ اس بارے میں علمائے کرام اور بطور خاص وفاق المدارس العربیہ

اور اتحادِ تنظیماتِ مدارسِ دینیہ کو توجہ دینے اور اپنا لائحہ عمل بنانے کی ضرورت ہے۔ایسا نہ ہو کہ اس رہے سہے دینی نظام سے بھی پاکستانی قوم فارغ ہوجائے اور اس وقت ہم کچھ کرنا بھی چاہیں تو نہ کرسکیں۔

آج ہم نظریۂ پاکستان کو نظر انداز کرنے اور اپنے آئین وقانون کی خلاف ورزیوں کی بنا پر بیرونی مالیاتی اداروں اور استعماری قوتوں کے شکنجوں کی وجہ سے ایسے گمبھیر، پیچیدہ اور ایسے خوفناک مسائل کا شکار ہوچکے ہیں کہ جن سے نکلنے کی راہ بظاہر نظر نہیں آرہی، ایسے حالات میں تمام سیاسی ومذہبی جماعتوں اور ہمارے ریاستی وپالیسی ساز اداروں کو چاہیے کہ وہ اپنی اغراض، خواہشات، مفادات اور اپنی اناؤں سے بالاتر ہوکر، باہر سے کوئی ڈکٹیشن لئے بغیر صرف اور صرف ملکی مفادات کو سامنے رکھ کر نظریۂ پاکستان اور پاکستان کے آئین کی روح کے مطابق کوئی پالیسی بنائیں تو امید ہے کہ پاکستانی قوم اور ہمارا ملک اس مہلک بھنور سے نکل سکتا ہے۔

اس کے لئے ہماری دانست میں ضروری ہے کہ سب سے پہلے ملک سے سود کو بالکلیہ ختم کیا جائے، اس لئے کہ جب تک ہم سود دیتے اور لیتے رہیں گے، اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی گرفت اور عذاب کی مختلف شکلوں میں مبتلا رہیں گے، جس سے نکلنے کی راہ سود سے چھٹکارے کے علاوہ کوئی نظر نہیں آتی۔

۲:- اسلامی نظریاتی کونسل کی بھیجی گئی تمام سفارشات کو آئین وقانون کا حصہ بنایا جائے، تاکہ پاکستان اپنی تشکیل کے مقاصد کی طرف گامزن ہوسکے۔

۳:- تھانہ، کچہری اور عدالت کے نظام کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھالا جائے۔اس لئے کہ اور مقدمات کے فیصلوں کے علاوہ سانحہ ساہیوال جہاں دن دیہاڑے چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کے سامنے ان کے ماں باپ کو پولیس فورس کے ''بہادر جوانوں'' نے گولیاں مار کر شہید کیا، ان کی ایف آئی آر کاٹی گئی، لیکن ملزمان کو شک کا فائدہ دیتے ہوئے عدالت نے بری کردیا، اگر یہ ملزمان قاتل نہیں تو ان بچوں کے ماں باپ کو کس نے قتل کرکے شہید کیا؟ اس کا پتا چلانا اور بچوں وان کے ورثاء کو انصاف دلانا حکومت اور عدالت کا کام ہے یا نہیں؟

۴:- ہمارے اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے نصابِ تعلیم کو اسلامی تہذیب کا آئینہ دار بنایا جائے۔

۵:- مہنگائی کو روکا جائے، قیمتوں میں اضافہ واپس لیا جائے اور تاجر برادری کے ساتھ بیٹھ کر ان کے لئے کوئی آسان، واضح اور قابل قبول ٹیکسوں کی وصولی کی صورت نکالی جائے۔

۶:- ملکی خزانہ، ایف بی آر اور تمام بڑی پوسٹوں پر صرف اور صرف خداترس، باصلاحیت اور پاکستانی قوم کے مفاد کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے والے پاکستانی افراد کو بٹھایا جائے۔

۷:- مدارس کی آزادی وخودمختاری کا تحفظ کیا جائے۔

۸:- آئین میں موجود تمام اسلامی دفعات کا تحفظ کیا جائے۔

۹:- قادیانیت کی فتنہ پردازیاں روکی جائیں اور ان کی پشت پناہی نہ کی جائے۔

۱۰:- اور تمام اداروں کو اپنی اپنی حدود اور قیود کا پابند کیا جائے۔ان ابتدائی اصلاحات کے نتیجے میں ان شاء اللہ! ہمارا ملک خوش حال بھی ہوگا اور اسلامی دنیا کی راہبری اور راہنمائی کا ذریعہ بھی بنے گا۔إن أرید إلا الإصلاح مااستطعت وما توفیقی إلا باللّٰہ علیہ توکلت وإلیہ أنیب.

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ محمد وعلی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

ایک عظیم علمی، ادبی، سوانحی اور تاریخی شاہکار دستاویز

# چمنستانِ ختمِ نبوّت کے گلہائے رنگا رنگ

ایسے ۹۴۴ نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ وسوانح، حالات وحکایات
جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے لئے خدمات سرانجام دیں۔

ترتیب: شاہینِ ختمِ نبوّت
مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

تین جلدوں کا مکمل سیٹ

قیمت صرف 500 روپے

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت
حضوری باغ روڈ، ملتان پاکستان 061-4783486